عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں

علمائے اہلحدیث کی

مثالی خدمات

محمد رمضان یوسف سلفی

عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ میں
علمائے اہلحدیث کی
مثالی خدمات
محمد رمضان یوسف سلفی
دار الابلاغ
کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتاب

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں

علمائے اہلحدیث کی

شاندار خدمات

تالیف .... محمد رمضان یوسف سلفی

اشاعت .... مئی 2010

صفحات 88

قیمت ....

ناشر مکتبہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ
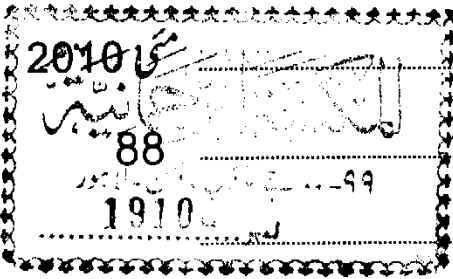
Ph:052-4591911
Mob:03006161913
Mob:03007123419

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

حرفِ دعا

جس طرح عقیدہ توحید اپنے ساتھ کسی قسم کی ملاوٹ برداشت نہیں کرتا، اسی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی اپنے ساتھ کسی زیادتی کا متحمل نہیں ہے۔ دونوں میں ''اخلاص'' اصل ایمان ہے، ایمان چونکہ قسمت والوں کا خاصہ ہے لہٰذا عقیدہ توحید کی اشاعت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا سہرا بھی نصیب والوں کے سر سجتا ہے، عقائد کے معاملہ میں دین میں کسی بھی مصلحت کی گنجائش نہیں، ہاں اگر کسی نے گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تو بر صغیر کی حد تک یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ علمائے اہل حدیث نے ایک بار پھر قرونِ اولیٰ کے سلف صالحین کی روایات کو پھر سے زندہ جاوید کر دیا۔

عددی برتری قول فیصل نہیں ہوا کرتی بلکہ رب تعالیٰ کا فضل واحسان اور ایمان کی بلند تر کیفیت ہی وہ وجہ ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے علمبردار علمائے اہل حدیث ہی بنے، اس پر جھگڑا کرنا حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

اب اگر کوئی ''مرزے'' کے ساتھ ہونے والی معرکہ آرائیوں کو اغوا کرنے کی کوشش کرے یا ہائی جیک کرنے کا ارادہ رکھے تو یہ دونوں باتیں دونوں کے لیے ٹھیک نہیں کیونکہ دونوں میں سے ایک غاصب ہوگا اور دوسرا اپنے مال کے تحفظ میں نا اہل۔

پہلے امید تھی مگر اب یقین ہو گیا ہے کہ ایسا آسانی سے ممکن نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی ﷾ جیسی ناتواں شخصیت ہاتھوں میں قلم ہتھوڑا لیے آڈر، آڈر کی صدا بلند کر کے متوجہ کر رہی ہے کہ دیکھنا میں تو کچھ بھی نہیں ذرا میری جماعت کے بابائے تبلیغ حضرت مولانا عبداللہ گورداسپوری ﷫ کے فرزند ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین کی بلند پایہ تصنیف ''تحریک ختم نبوت'' کو دیکھو! تہہ در تہہ ثبوت مہیا کرتے ہوئے گیارہ جلدوں

میں تحریک کے اصل ورثاء کی نشان دہی فرما رہے ہیں، ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

''اللہ میری جماعت کے قلمکاروں کی تحقیق وحقائق کی تلاش میں ہمہ تن مصروف عمل قلمیں خشک نہ ہونے پائیں۔''، آمین۔اور اللہ رب العزت منتظمین ادارہ جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ کو ہمت اور توفیق بخشے کہ وہ جماعت اہل حدیث کے نامور بزرگ محدّث، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کی علمی، تبلیغی، مسلکی، تصنیفی وتدریسی خدمات اور روایات کو دن رات جاری وساری رکھ سکیں اور ان کی جاری کردہ دعوت دین کی سبیلیں ان کے لیے صدقہ جاریہ کا سبب بنیں، آمین۔

والسلام

عبدالحنان جانباز

بن مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

ناظم جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

09/03/2010ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

(عبدالرشید عراقی)

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا اور اسلام کو بحیثیت دین مکمل کر دیا اور اس کو اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے پسندیدہ قرار دیا ہے یہی وہ عقیدہ ہے جس پر قرون اولیٰ سے آج تک تمام امت اسلامیہ کا اجماع ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کو اسلام میں وہی حیثیت حاصل ہے، جو ریڑھ کی ہڈی کو انسانی جسم میں، ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ ﷺ کی نبوت ورسالت قیامت تک کے لیے ہے، اور امت محمدیہ کا کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ مانتا ہو، قرآنِ مجید سے یہ عقیدہ واضح طور سے ثابت ہے کہ کسی طرح کا کوئی نبی یا رسول اب قیامت تک نہیں آسکتا۔ جس طرح ایمان کے لیے کلمہ طیبہ کا اقرار ضروری ہے اسی طرح ختم نبوت کا اقرار اور یقین بھی ضروری ہے۔ جس طرح توحید کے اقرار کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا اسی طرح ختم نبوت کا اقرار کیے بغیر بھی کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا، امت اسلامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

ختم نبوت کو واضح کرنے والی آیت درج ذیل ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾. [الأحزاب: ٤٠]

''محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔''

یہ آیت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے تکمیل رسالت ہو چکی ہے اور آئندہ کسی مرسل رسول یا نبی تشریعی یا غیر تشریعی کی آمد وبعثت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر امت کا اجماع رہا ہے اگرچہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے، باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق رہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان یہ ہے کہ:

''حضرت محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے دعویٰ کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے۔'' [ضیاء القرآن، ۴/۶۶، ۶۸]

مولانا سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضور ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لیے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کے بعد

رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعویٰ کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' [سیرۃ سرورِ عالم، ۱/ ۲۰۸]

آنحضرت ﷺ نے متعدد احادیث میں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، میرے بعد تیس بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں اور میرے بعد اور کوئی نبی نہیں۔ [سنن أبی داوٗد، ۲/ ۲۲۸]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے چھ باتوں میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے:

① مجھے جامع ومختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔

② مجھے رعب کے ذریعے سے نصرت بخشی گئی ہے۔

③ میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے۔

④ میرے لیے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جا سکتی ہے، اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمّم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری ہو سکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی)۔

⑤ مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنایا گیا ہے۔

⑥ اور مجھ پر تمام انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔'' [صحیح مسلم، ص، ۲۱۳: ۱۱۶۷]

قرآن وسنت کے بعد تیسرا نمبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے یہ بات معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ:

”نبی ﷺ کی وفات کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی ان سب کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔“ [تفہیم القرآن، ۴/ ۱۴۵]

اس کے بعد چوتھا نمبر علمائے امت کا اجماع ہے۔

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (م 150ھ) کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں جا کر اس سے کوئی نشانی اور معجزہ طلب کرتا ہوں تا کہ اس کا صدق وکذب عیاں ہو اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ كَفَرَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ).

”جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

[مناقب الامام الاعظم أبي حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لابن احمد المکی، ۱/ ۱۲۱، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن 1321ھ بحوالہ تفہیم القرآن، ۴/ ۱۴۶، اسوہ کامل: ۳۵۷]

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (774ھ) فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے سنت متواترہ میں بتایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ ساری دنیا جان لے کہ جو شخص بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے، جھوٹا ہے، دجال ہے، گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔“ [تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۴۹۳، ۴۹۴، بحوالہ تفہیم القرآن، ۴/ ۱۴۹]

علامہ سید محمود آلوسی (1270ھ) فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے جس پر امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس دعویٰ پر مصر رہا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔'' [تفسیر روح المعانی، ۲۲/ ۳۹، بحوالہ ضیاء القرآن، ۴/ ۷۲]

پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''جب حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے جب حضور ﷺ پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے، جب سرور عالم ﷺ کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح وتوضیح کر رہی ہے جب کہ شریعت اسلامیہ روز اوّل کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی کر رہی ہے، جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارک آج بھی اعلان کر رہی ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے؟ اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے؟ آفتاب محمدی ﷺ طلوع ہو چکا، عالم کا گوشہ گوشہ اس کی کرنوں سے طلوع ہو رہا ہے تو پھر دن کے اُجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔''

[ضیاء القرآن، ۴/ ۷۳]

برطانوی سامراج نے برصغیر (پاک وہند) میں مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے مشرقی پنجاب کے ضلع گورداس پور کے ایک قصبہ قادیان سے مرزا غلام احمد قادیانی کو

مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور دین اسلام کے بنیادی اصول واحکام کو مٹانے کے لیے اپنا آلہ کار بنایا اور اس کو یہ پٹی پڑھائی کہ ایک ایسے مذہب کی اساس رکھو جس کا مقصد انگریز اور اس کی حکومت کی اطاعت ہو، اور جو مسلمانوں کی مذہبی وقومی روایات کا خاتمہ کر دے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد نے جو اس وقت سیالکوٹ میں پندرہ روپے ماہور پر کچہری میں ملازم تھے، اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے کر اپنے وطن قادیان تشریف لے گئے، اور 1877ء میں مناظر اسلام کے روپ میں مذہبی اسٹیج پر نمودار ہوئے، چنانچہ انگریز کے تعاون اور پشت پناہی سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھ دی، اور مسلمانوں کو جُل دینے کے لیے ''تبلیغ اسلام'' کا ڈھونگ رچایا۔

اور ''براہین احمدیہ'' حصہ اول شائع کر کے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کی، پنجاب کی زمین بڑی زرخیز ہے، چند ہی برسوں میں مرزا صاحب کا ایک وسیع حلقہ ارادت تیار ہو گیا، اب آپ نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیے، چنانچہ 1884ء تک اپنے آپ کو مامور من اللہ، مجدد وقت، اور خدا کا الہام یافتہ قرار دیتے ہوئے بہت سارے الہامات شائع کر دیے۔

1889ء میں اپنے دام افتادگان سے ایک دس نکاتی شرائط نامہ پر بیعت لے کر ایک باقاعدہ تنظیم کی داغ بیل ڈالی۔

جنوری 1891ء میں اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا، 1894ء میں اپنے مہدی معہود ہونے کا باقاعدہ اعلان کر دیا، اور آخر کار 1901ء میں نبوت ورسالت کا دعویٰ کر بیٹھے جس پر اپنی وفات 26 مئی 1908ء تک قائم رہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جو ڈھونگ رچایا، اس سے مسلمانوں کو ہر لحاظ سے نقصان پہنچایا، مرزا صاحب کی تحریک جہاں اپنے ظاہری رخ کے لحاظ سے محض ایک مذہبی تحریک

تھی، وہیں اپنی خفیہ سرگرمیوں اور بنیادی مقاصد کے لحاظ سے ایک خطرناک سیاسی تحریک تھی اور یہ تحریک برصغیر کے مسلمانوں کے لیے زہر قاتل ثابت ہوئی اور یہ حقیقت ہے کہ:

''برصغیر (پاک وہند) میں مسلمانوں کو اتنا نقصان عیسائیوں اور آریہ سماج نے نہیں پہنچایا جس قدر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت نے پہنچایا۔ قادیانی فرقے کی کوششوں سے تو شاید چند اور مسلمان مرتد ہوئے ہوں گے مگر مرزائی مذہب نے لاکھوں مسلمانوں کا ارتداد کیا اور شدھی وسنگھٹن کی تحریکات سے فتنہ قادیان بہت زیادہ مضر، مہلک، اور مفسد پیدا ہوا چونکہ توحید الٰہی میں شرک کو مدغم کرنا، اسلام کی ہیئت کو توڑنا، ملّت بیضا کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا، امت محمدیہ میں نفاق، افتراق ڈالنا، کتاب وسنت کی جگہ تصانیف مرزا کی تعلیم دینا، آیات قرآنی کے ترجمہ وتفسیر میں تاویلات گھڑنا اور ان کے معانی ومطالب توڑ مروڑ کر پیش کرنا، حضور ﷺ کی ختم المرسلینی سے انکار کر کے پیغمبر قادیان کو آخری نبی ماننا، قوم میں تشتت وانتشار پھیلانا، اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کر کے ان کی بجائے نئے نئے مسائل واحکام گھڑنا، دین حنیف میں رخنے ڈالنا، عقائد باطلہ کو ترویج دینا اور عامۃ الناس کو غلط گمراہ کن راستوں پر چلانا اس مذہب کا خاص دستور ہے، اس لیے اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام کے جماعتی وملی نظام کو درہم برہم کر دیا اور اسلام کے پردے میں وہ کام کر دکھایا جو کسی بدترین دشمن دین سے ہونا ناممکن تھا۔'' [سیرت ثنائی، ص: ۲۰۰، مکتبہ قدوسیہ لاہور]

مرزا قادیانی نے انگریزوں کی حمایت میں جہاد کو حرام قرار دیا اور اس کے ساتھ انگریزوں کی حمایت اور وفاداری میں لڑیچر شائع کیا اور لکھا کہ میں نے انگریزی حکومت کی

حمایت اور وفاداری میں اس قدر لٹریچر شائع کیا ہے کہ پچاس الماریاں پُر ہوسکتی ہے اور اس کے علاوہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کے خلاف جاسوسیاں کیں اور جذبہ ''بغاوت'' رکھنے والوں کی تفصیلات رازہائے سربستہ کی طرح گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیں۔

قادیانیوں نے ہمیشہ سے ہی اسلام دشمنی کا ثبوت دیا، برصغیر کی ہر دینی، علمی، قومی وملی اور سیاسی تحریک میں مسلم دشمنی کا مؤقف اختیار کیا، ان کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے بارے میں مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ 2006ء لکھتے ہیں کہ:

''آزادی کے بعد پاکستان میں قادیانیوں نے فوج کے اندر اور باہر اپنا تسلط قائم رکھ کر وہاں کے عوام کو مسلسل اذیت پہنچائی، انہیں کچلتے اور ان کی حق تلفی کرتے رہے، اور اپنے سامراجی آقاؤں کے اشارے پر ہمیشہ ایسے حالات برپا کرنے کے لیے کوشاں رہے جس سے ملک میں عدم استحکام بلکہ تباہی وبربادی اور شکست وریخت کی صورت رونما ہو، اور اس میں انہیں ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی، ان کی سازش سے پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے پھر بچے کچھے پاکستان پر قادیانی اقتدار کو مسلط کرنے کے لیے انھوں نے طرح طرح کی گھناؤنی سازشیں کیں۔

ہوائی فوج پر چھا گئے، بری اور بحری فوج کے کلیدی مناصب پر اپنے پنجے گاڑنے کی بھرپور کوشش کی اور اس کے ساتھ ہی توڑ پھوڑ کا آغاز کر دیا، مسلمان چونکے اور ان کے عام مطالبے کے بعد پاکستانی پارلیمنٹ نے قادیانی عقائد کی مکمل تحقیق کر کے انہیں 7 ستمبر 1974ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔'' [فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص: ۱۵]

قادیانی فتنہ کی تردید میں برصغیر (پاک وہند) کے علمائے اہلحدیث نے جو تحریری وتقریری خدمات انجام دی ہیں اور اس وقت بھی انجام دے رہے ہیں اس سے کوئی پڑھا لکھا شخص انکار نہیں کرسکتا، جب مرزا غلام احمد نے 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تو علمائے اہلحدیث میدان عمل میں آئے، اور مرزا صاحب کی تردید میں تحریر وتقریر کے ذریعہ سد باب کیا، 1901ء میں جب مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے علمائے اہلحدیث نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا، اور مشہور اہلحدیث عالم مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی (م 1920ء) نے برصغیر (پاک وہند) کے دوصد نامور علمائے کرام مرزا قادیانی کی تکفیر پر فتویٰ حاصل کر کے اس کو شائع کیا، اس فتویٰ پر سب سے پہلے حضرت شیخ الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1320ء) نے دستخط فرمائے تھے۔

قادیانی فتنہ کی تردید میں علمائے اہل حدیث میں نمایاں خدمات میں مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی، مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا عبداللہ معمار امرتسری، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، مولانا نور حسین گھرجاکھی، مولانا احمد الدین گکھڑوی، مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد یحییٰ گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز، علامہ محمد مدنی، مولانا عبدالرحمٰن عتیق وزیر آبادی رحمہم اللہ اور کئی دوسرے علمائے کرام شامل ہیں۔

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی ﷾ جماعت اہل حدیث پاکستان کے معروف قلمکار ہیں، ان کے مضامین ومقالات مختلف موضوعات پر ملک کے مؤقر رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں، ان مضامین ومقالات کے مطالعہ سے سلفی صاحب کے تبحّر علمی، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ سلفی صاحب مصنف بھی ہیں، ان کی دو کتابیں ''اللہ کے چار ولی'' اور ''مولانا عبدالوھاب دہلوی اور ان کا خاندان'' شائع ہو چکی ہیں۔ دو کتابیں طباعت کے مراحل میں ہے (مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور ان کی علمی خدمات'' اور دوسری کتاب کا نام ہے ''ذہبی وقت مولانا محمد اسحاق بھٹی ﷾'')۔

''ختم نبوت/ خدمات علمائے اہلحدیث'' سلفی صاحب کی پانچویں تصنیف ہے اس میں مصنف علام نے (۷۵) علمائے اہل حدیث کا مختصراً تذکرہ کیا ہے جنھوں نے قادیانیت کی تردید میں تحریری خدمات انجام دیں، اس کتاب میں جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تعداد (۱۹۲) ہے۔

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے یہ معلوماتی کتاب اہل علم کے سامنے پیش کی ہے اور مولانا عبدالحنان جانباز صاحب بھی قابل ستائش ہیں کہ انھوں نے یہ کتاب جامعہ رحمانیہ کے زیر اہتمام شائع کر کے اہل علم کو ایک نادر تحفہ پیش کیا ہے، وباللہ التوفیق۔

عبدالرشید عراقی

سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ

21 فروری 2010ء 1431ھ

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے اہلحدیث کی مثالی خدمات!

اسلام میں ''ختم نبوت'' کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جو کوئی حضرت محمد ﷺ کے ''خاتم الأنبیاء'' ہونے کا انکار کرتا ہے اور عقیدہ ختم نبوت میں نقب زنی کرتا ہے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہود ونصاریٰ اور دیگر اسلام دشمن عناصر جو شروع سے ہی اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے مخالف اور در پہ آزار رہے ہیں، انھوں نے مختلف ادوار میں مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی خاطر نبوت کے جھوٹے مدعی کھڑے کیے۔ انیسویں صدی کے آخری عشرے میں انگریز کی آشیر باد سے ہندوستان کے ضلع گورداس پور کے نواحی قصبے ''قادیان'' سے مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے مجدد، مامور من اللہ، مسیح موعود اور آخر میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی کے ان دعووں پر مسلمان امت تڑپ اٹھی۔ اور پھر علمائے اسلام نے بلا تفریق مسلک ''قادیانی فتنے'' کی سرکوبی کے لیے اپنی اپنی ہمت اور بساط کے مطابق خدمات سر انجام دیں۔

1891ء میں ہونے والی تحریک ختم نبوت میں کسی نے زیادہ حصہ ڈالا اور کسی نے کم۔ خوش قسمت ہیں وہ مجاہدین ختم نبوت کہ جنھوں نے ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کسی بھی طرح کا علمی، عملی، جانی ومالی تعاون کیا اور خود کو محبت مصطفیٰ ﷺ میں غرق کر دیا۔ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت پر علمائے اہل حدیث نے اس فتنے کی تردید وبیخ کنی میں تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں پیش پیش رہ کر گراں قدر خدمات سر انجام دی۔ اس سلسلے میں علمائے

اہلحدیث کی بے مثال خدمات کی چند اولیات یہ ہیں:

①...... مرزا قادیانی پر پہلا متفقہ فتویٔ تکفیر مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے تیار کیا اور اس پر اپنے استاد عالی قدر میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے دستخط کرائے اور پھر پنجاب وہندوستان کے دو سو علمائے کرام کی خدمت میں اس فتوے کا مضمون پیش کر کے ان سے اس کی تصویب وتصدیق کرائی کہ انھوں نے اس پر دستخط ثبت فرمائے یا انھی مہریں لگائیں۔

②...... مرزا قادیانی سے مقابلے کے لیے سب سے پہلے جو عالم دین قادیان گئے، وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تھے۔ یہ جنوری 1903ء کا واقعہ ہے، انھوں نے مرزا قادیانی کو گھر جا کر اسے للکارا، لیکن وہ مقابلے کے لیے نہیں نکلا۔

③...... مرزائیوں سے مباحثوں اور مناظروں کا سلسلہ سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے شروع کیا۔

④...... جس تعداد میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے مرزائیوں سے مناظرے کیے اس تعداد میں کسی نے نہیں کیے۔

⑤...... مرزا قادیانی کو مباہلے ک چیلنج سب سے پہلے اہل حدیث علمائے کرام نے دیا۔

⑥...... مسلمانانِ برصغیر کی طرف سے ''فاتح قادیان'' کا لقب مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو ہی دیا گیا۔

⑦...... مرزا غلام احمد کی تکذیب میں سب سے پہلے 44 صفحات کا رسالہ مولانا اسماعیل علی گڑھی رحمہ اللہ نے 1892ء میں لکھا۔

⑧...... مرزا قادیانی کی تردید وتکفیر میں اولین تفصیلی کتاب 1892ء میں قاضی سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ نے ''غایت المرام'' کے نام سے لکھی۔ اس وقت قاضی

صاحب کی عمر 25 سال تھی۔ اس لحاظ سے وہ سب سے کم عمر مصنف تھے جنھوں نے شروع میں مرزا کے خلاف لکھا۔

⑨...... اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کا اس پامردی اور تسلسل کے ساتھ مقابلہ کیا کہ وہ شدید گھبراہٹ میں مبتلا ہوگیا اور پکار اٹھا کہ ''جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے''۔

چنانچہ 15 اپریل 1907ء کو اس نے ''مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان سے اشتہار شائع کیا اور اس سے تیرہ مہینے گیارہ دن بعد وہ 26 مئی 1908ء کو احمدیہ بلڈنگ لاہور میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کے مکان پر ہیضے کی بیماری سے مر گیا۔ یہ اس کی واحد دعا یا بد دعا تھی جو قبول ہوئی۔ شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس سے چالیس سال بعد 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔

⑩...... قیامت پاکستان کے بعد ملک کے دستور میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تحریری صورت میں سب سے پہلے اہل حدیث عالم دین مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ بلکہ مرزائیوں کو توجہ دلائی کہ وہ خود حکومت سے مطالبہ کریں کہ انہیں ملک کے دستور میں اقلیت کا مقام دیا جائے تاکہ ان کی مخالفت میں روز بروز کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ اس ضمن میں ندوی صاحب نے 1950 کے کم و بیش ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں کئی مضامین حوالہ قرطاس کیے تھے۔

ان تاریخی حقائق سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے علمائے اہل حدیث کی تحریری، تقریری، لسانی، جانی و مالی خدمات کا دائرہ کس قدر وسعت پذیر ہے۔ اس سے ہمارا مقصد علمائے اہل حدیث کی خدمات کو اُجاگر کرنا ہے نہ کہ کسی کی

تنقیص۔ تمہید طولانی ہو گی اب آیئے علمائے اہل حدیث کی اس مساعی حسنہ کی طرف جو انھوں نے تحریک ختم نبوت میں سرانجام دی۔

انھوں نے قادیانیوں سے مناظرے بھی کیے، مباحثے بھی کیے، کتابیں بھی لکھیں۔ تقسیم ملک سے پہلے بھی اور بعد میں بھی تحریک ختم نبوت میں زور وشور سے حصہ لیا۔ اس پاداش میں علمائے اہل حدیث پر مقدمات قائم ہوئے، گرفتاریاں عمل میں آئیں اور انہیں ناموس رسالت کے تحفظ کے جرم میں جیلوں میں قید کر دیا گیا۔ آئندہ سطور میں اس کی اجمالی سی جھلک قارئین کو دکھانے کی کوشش کریں گے، ان شاء اللہ۔

مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ فتنہ قادیانیت کے خلاف شروع ہونے والی ''تحریک ختم نبوت'' کے بانی تھے۔ مولانا محمد خالد سیف صاحب متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مرزائیت نئے زاویوں سے'' (طبع طارق اکیڈمی فیصل آباد 2001ء) کے حرف آغاز کے صفحہ 15 پر لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ان علمائے کرام میں سے تھے جو اس دور میں مرزا صاحب کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ لیکن جوں ہی مرزا صاحب نے کھل کر اپنی اصلیت کا اظہار کیا تو سب سے پہلے حضرت مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی مرزا صاحب کو کافر قرار دیا اور یہ اعزاز بھی مولانا بٹالوی ہی کو حاصل ہے کہ اسلام اور قادیانیت کے مابین جو سب سے پہلے مناظرہ لاہور میں ہوا تھا، اس میں مسلمانوں کی طرف سے مناظر مولانا بٹالوی صاحب تھے اور قادیانیوں کی طرف سے حکیم نور الدین۔ مولانا بٹالوی صاحب نے اس مناظرے میں حکیم نور الدین کو ناکوں چنے چبوائے اور

دلائل وبراہین کی طاقت سے اس طرح لاجواب کر دیا کہ حکیم نور الدین مناظرہ درمیان میں چھوڑ کر لدھیانہ فرار ہو گیا، جہاں کہ ان دنوں مرزا غلام احمد قیام پذیر تھا۔ بہر حال مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے 15 اپریل 1891ء کو لدھیانہ میں مرزا صاحب کو تار ارسال کیا، جس میں تحریر تھا کہ آپ کا مرید خاص مناظرے سے راہ فرار اختیار کر کے آپ کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اسے مناظرے پر آمادہ کریں یا پھر خود مناظرے کے لیے تیار ہو جائیں۔''

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''مرزا صاحب پر کفر کا سب سے پہلا فتویٰ مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کیا تھا اور اسے اپنے استاد عالی مرتبت حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے اس پر ان کے دستخط کرائے تھے۔ مرزا صاحب اور ان کے ساتھی اس سے نہایت پریشان ہوئے تھے۔ اس لیے مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دور دراز مقامات میں رہنے والے دو سو معروف وممتاز علمائے عظام سے خود مل کر یا اپنے نمائندے بھیج کر اس فتوے پر ان کے تائیدی دستخط کرائے تھے اور اس پر انھوں نے اپنی مہریں ثبت کی تھیں۔''

مرزا صاحب اور ان کے ساتھی اس فتوائے تکفیر سے نہایت پریشان ہوئے تھے، چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''علمائے پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر وتکذیب حد سے گزر گیا ہے اور نہ صرف علماء بلکہ فقراء اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کو کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں، ان لوگوں میں اغوا سے

ہزاروں لوگ ایسے پائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نصاری وہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انھوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا، بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر تحقیق کے ایمان لے آئے۔" [انجام آتھم از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 45 مطبوعہ 1897ء]

مولانا بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

"فتوائے تکفیر کے بارے میں مرزا صاحب یہ عبارت بالکل واضح ہے اور انھوں نے صاف لفظوں میں تحریر کیا ہے کہ ان کو کافر قرار دینے کا فتویٰ سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کیا تھا اور سب سے پہلے اس فتویٰ پر حضرت میاں نذیر حسین نے دستخط کیے اور ان کے دستخط دیکھ کر پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے علماء اور سجادہ نشینوں نے بلکہ بقول مرزا صاحب کے وہ علماء وسجادہ نشین اس فتوے کو دیکھ کر اس پر ایمان لے آئے ہیں۔"

اس فتوے کے سلسلے میں دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"مولوی محمد حسین نے نے یہ فتویٰ لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی سے کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگا دے اور میرے کفر کی بابت فتویٰ دے دے اور تمام مسلمانوں میں کافر ہونا شائع کر دے۔ سو اس فتوے اور میاں صاحب مذکور کی مہر سے بارہ برس پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) تمام پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی اور مولوی محمد حسین جو بارہ بارس بعد اول المکفرین بنے، بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے

تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین دہلوی تھے۔ (تحفہ گولڑویہ از مرزا قادیانی صفحہ: 121 مطبوعہ قادیان 1914)۔

[ماخوذ مرزائیت نئے زاویوں سے، از مولانا محمد حنیف ندوی، حرفے چند مولانا محمد اسحاق بھٹی طبع طارق اکیڈمی 2001ء]

مرزا صاحب کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی ''تکفیر'' کے بانی مولانا محمد حسین بٹالوی تھے۔ انھوں نے جو فتویٰ تکفیر مرتب کیا تھا وہ انھوں نے اپنے ماہنامہ رسالے ''اشاعت السنہ'' کی ایک ضخیم اشاعت خاص میں شائع کر دیا تھا۔ نومبر 1986ء میں اس فتویٰ تکفیر کا نقش ثانی مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے اپنے ادارے دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور کی طرف سے ''پاک وہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ'' کے نام سے شائع کیا تھا۔ قادیانیت کے خلاف مولانا بٹالوی نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے براہ راست مرزا غلام احمد قادیانی سے مباحثہ کیا، ان کو دعوت مباہلہ دی، اس کے علم کلام کا پوسٹ مارٹم کیا۔ اس سلسلے میں مولانا بٹالوی صاحب نے زبان وقلم سے مرزا قادیانی کے خلاف جہاد کیا۔ ان کا ماہنامہ اشاعت السنہ مرزائیت کی تردید میں پیش پیش رہا۔ اس کے ہر شمارے میں مرزا قادیانی اور مرزائیت کے رد میں مولانا بٹالوی اہتمام سے لکھتے تھے۔ ان کے قلم کی کاٹ اور دلائل کی بھرمار مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کے لیے نہایت تکلیف اور پریشانی کا باعث بنی رہی۔ جولائی 1891ء میں مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کے مابین لدھیانہ میں تحریری مباحثہ ہوا جو بارہ روز تک جاری رہا۔ اس مباحثے کی روئیداد مولانا بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ کی جلد نمبر: 13 اور جلد نمبر: 14 میں شائع کر دی تھی۔ تحریک ختم نبوت کی جلد نمبر: 4 میں جناب ڈاکٹر بہاؤ الدین صاحب نے ان مباحثہ کی روئیداد کو تفصیل کے ساتھ درج کر دیا ہے۔ اس

کے علاوہ ڈاکٹر صاحب ''تحریک ختم نبوت'' میں قادیانیت سے متعلقہ اشاعت السنہ میں شائع ہونے والا 75 فی صد مواد ایڈٹ کر کے اپنی کتاب میں شامل کر چکے ہیں۔

مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب 29,28 سال قادیانیت کے خلاف لکھتے رہے۔ اور ان کی بہت سی تحریریں ''اشاعت السنہ'' میں شائع ہوئیں۔ ان کی کچھ تحریریں علیحدہ بھی کتابی صورت میں اشاعت پذیر ہوئیں۔ ان کے نام یہ ہیں: ① علمائے اسلام کا پہلا متفقہ فتویٰ۔ ② خیالی مسیح اور اس کے فرضی حواری سے گفتگو۔ ③ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے بارے میں چند سوالات۔

1891ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت سامنے آنے کے بعد مولانا بٹالوی نے اس کے دعاوی کے رد کی جو ذمہ داری اٹھائی اسے انھوں نے اپنی باقی ماندہ زندگی میں اس خوبی سے نبھایا کہ جب وہ 1920ء میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے تو قادیانی اخبار ''الحکم'' کے ایڈیٹر نے لکھا:

> ''مولوی محمد حسین بٹالوی کی موت کی خبر میں نے فی الحقیقت رنج وافسوس سے پڑھی، ہر چند وہ ہمارے سلسلے کا دشمن اول تھا لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایک نہایت زبردست عالم اور اپنے عہد کا ذی علم مناظر اور اہل قلم تھا۔ سلسلہ کے ساتھ ان کی مخالفت کی تاریخ ایک دلچسپ باب اور 28 سال کی ایک طویل داستان ہے۔''

[الحکم قادیان، اہل حدیث امرتسر 19 اپریل 1920ء تحریک ختم نبوت جلد اول، صفحہ: 295]

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت، فہم وذکاء اور علم وتفقہ سے

حظ وافر عطا فرمایا تھا اور ساتھ ہی اس توفیق سے بھی نوازا کہ انھوں نے اس خداداد صلاحیتوں کو اللہ کے نازل کردہ دین اسلام اور خالص اور بے آمیز اسلام کی تبلیغ، اس کی نشر واشاعت اور اس کی وکالت ودفاع میں بھرپور طریقے سے استعمال کیا۔ چنانچہ اپنے وقت کے تمام اہم فنون کے استیصال میں وہ سرگرم رہے اور اسلام کی ترجمانی اور دفاع کا فریضہ پوری قوت اور تن دہی سے سرانجام دیا۔'' [پاک وہند کے علمائے اسلام کا متفقہ فتویٰ، صفحہ: 5]

معروف مصنف اور جماعت اہل حدیث کے مؤرخ مولانا قاضی محمد اسلم سیف رحمۃ اللہ علیہ (وفات 16 اکتوبر 1996ء) لکھتے ہیں:

''مولانا بٹالوی مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت وفطانت، مضبوط قوت حافظہ، دینی حمیت اور مسلکی غیرت کا حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ کامل استاد کی تربیت اور محبت نے انہیں چندے آفتاب اور چندے ماہتاب بنا دیا تھا۔ حالات وظروف اور مشاہدات نے ان کے دینی شوق اور مسلک کی تبلیغ کے جذبہ کو دو آتشہ بلکہ سہ آتشہ بنا دیا تھا۔ مولانا بٹالوی مرحوم جب وطن مالوف واپس تشریف لائے تو پنجاب پر تقلید وجمود، بدعات منکرات، ضعیف الاعتقادی کا دور دورہ تھا۔ اِدھر بٹالہ کے قریب قصبہ قادیان کے مشہور ملی غدار اور انگریز کے جاسوس مرزا غلام مرتضیٰ کے فرزند ارجمند مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے مناظر پھر مہدی زماں اور مسیح موعود کا دعویٰ کیا۔ انگریز کے منصوبے اور پروگرام کے مطابق ختم نبوت کے باب مقفل کو توڑ کر تاج ختم نبوت اپنے سر پر رکھنے کی ناکام کوشش کی۔ ہندوستان بھر میں مولانا بٹالوی مرحوم وہ پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے مرزا غلام احمد کو ان کے دعاوی کی روشنی میں ان پر

گرفت کی، اور کی ہر تحریر اور دعوے کا تعاقب کیا اور ملت کو مستقبل میں پیش آمدہ خطرات سے آگاہ کیا۔ تا آنکہ مرزا غلام احمد کو کافر قرار دینے اور ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کے لیے مرزا غلام احمد کے خلاف ان کی تکفیر کا فتویٰ صادر فرمایا پھر اس کی تصدیق وتائید اور توثیق وحمایت کے لیے چھ ماہ گھوم پھر کر ہندوستان بھر سے مختلف مکاتب فکر کے چوٹی کے علماء سے اپنے فتویٰ کی حمایت حاصل کی، یعنی مولانا بٹالوی کی تحریک سے ہزار علماء نے مرزا غلام احمد کو خارج از اسلام اور کافر قرار دیا۔'' [تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں صفحہ: 409]

بلاشبہ فتنہ مرزائیت کے خلاف مولانا بٹالوی مرحوم کی خدمات کا باب بڑا طویل ہے۔ تاریخ کا یہ ایک روشن باب ہے جو ہمیشہ تاریخ کے اوراق پر نقش رہے گا۔

مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ 10 فروری 1841ء کو بٹالہ ضلع گورداس پور میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام عبدالرحیم عرف رحیم بخش تھا جو قانون گو تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی، اس کے بعد لکھنو اور دہلی کا رخ کیا اور مولانا مفتی صدر الدین آزردہ (وفات 1285ھ) مولانا گلشن علی جون پوری اور نور الحسن کاندھلوی سے معقول اور منقول اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آخر میں حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مؤطا مالک اور کتب صحاح ستہ پڑھ کر 1282 ہجری میں سند فراغت حاصل کی۔

تحصیل علم کے بعد آپ بٹالہ اور لاہور میں قرآن وسنت کی اشاعت وترویج میں مصروف عمل رہے۔ لاہور کی تاریخی ''چینیاں والی مسجد'' میں بھی آپ عرصہ دراز تک خطیب رہے۔

آپ کی وفات 29 جنوری 1920ء کو بٹالہ میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی تھی۔

مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات اور خدمات دیکھنے کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں:

سیرت ثنائی از مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی، تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں از قاضی محمد اسلم سیف، تحریک ختم نبوت از ڈاکٹر بہاء الدین، ماہنامہ دعوت اہل حدیث حیدر آباد ختم نبوت نمبر اپریل 2009ء، ماہنامہ ضیائے حدیث لاہور، قندیل اپریل مئی 2009ء، ماہنامہ ترجمان الحدیث ختم نبوت نمبر اکتوبر 2008ء ہفت روزہ الاعتصام لاہور رد قادیانیت نمبر 31 اکتوبر 2008ء، محمد حسین بٹالوی حیات وخدمات از ڈاکٹر عبدالغفور راشد۔

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کی جامع الصفات علمی شخصیت تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو بے پناہ خوبیوں سے بہرہ مند فرمایا تھا، وہ دین اسلام کے داعی بھی تھے، مفسر قرآن بھی، متکلم بھی تھے، مصنف، مناظر اور صحافی بھی۔ ان کی اسلامی اور دینی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ ان کا شمار بیسویں صدی عیسوی کے ان فحول علمائے کرام میں ہوتا ہے جو متعدد اوصاف کے حامل تھے۔ انھوں نے اس دور میں شعور کی آنکھ کھولی جب یہ خطہ انگریز کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور یہاں کئی اسلام دشمن تحریکیں پیدا ہو چکی تھیں اور وہ پوری شدت اور سرگرمی سے اسلام پر حملہ آور تھیں۔ وہ ان سب کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور اسلام کی مدافعت ومحافظت میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور قوتیں صرف کر دیں۔

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ جون 1868ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی درسی کتب مولانا احمد اللہ امرتسری سے پڑھیں، حدیث شریف کا درس استاذ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا۔ اور پھر دہلی جا کر شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اکتساب علم کر کے سند فراغت حاصل کی۔ پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور گئے وہاں سے بھی علمی استفادہ کیا، دار العلوم دیوبند میں مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بھی شریک ہوئے، اور مدرسہ فیض عام کانپور میں مولانا احمد حسن سے بھی معقول ومنقول کا درس لیا اور 1892ء میں سند فراغت حاصل کی۔

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ امرتسری خود فرماتے ہیں:

''کانپور سے فارغ ہوتے ہی میں اپنے وطن پنجاب پہنچا اور مدرسہ تائید الاسلام میں کتب درس نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا، اس لیے اِدھر اُدھر سے ماحول کی مذہبی حالت دریافت کرنے میں مشغول رہتا، میں نے دیکھا کہ اسلام کے سخت بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں، ان ہی دنوں قریب میں قادیانی تحریک پیدا ہو چکی تھی۔ جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس دفاع کے علم بردار مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ میری طبیعت طالب علمی ہی کے زمانے میں مناظرات کی طرف بہت زیادہ راغب تھی۔ اس لیے تدریس کے علاوہ میں ان تینوں گروہوں (عیسائی، آریہ، قادیانی) کے علم کلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ رہا۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے اس میں کافی واقفیت حاصل کر لی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں سے قادیانی مخاطب کا نمبر اول رہا۔ شاید اس لیے کہ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا

بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہوگی، جن کی جانب مولانا مرحوم کو علم ہوا تو شاید یہ شعر پڑھتے ہوں گے:

آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
رہی خالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد"

مؤرخ اسلام مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں سے تھے، فن مناظرہ کے امام تھے، خوش بیان مقرر تھے، متعدد تصانیف کے مصنف تھے، موجودہ سیاسی تحریکات سے پہلے جب شہروں میں اسلامی انجمنیں قائم تھیں اور مسلمانوں اور قادیانیوں اور آریوں اور عیسائیوں میں مناظرے ہوا کرتے تھے تو مرحوم مسلمانوں کی طرف سے عموماً نمائندہ ہوتے تھے۔ اور اس سلسلہ میں وہ ہمالیہ سے لے کر خلیج بنگال تک رواں دواں رہتے تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انھوں نے عمر بسر کر دی۔ فجزاہ اللّٰہ عن الاسلام خیر الجزاء۔

مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد تھے۔ زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔

اللہ تعالیٰ اس غازی اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا فرمائے۔"

آگے سید صاحب لکھتے ہیں:

"یہ وہ زمانہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ سے پنجاب میں فتنہ پیدا ہوا۔ انھوں (مولانا امرتسری) نے مرزا کے خلاف صف آرائی کی اور اس

وقت سے لے کر آخر دم تک اس تحریک اور اس کے امام کی تردید میں پوری قوت صرف کر دی یہاں تک کہ طرفین میں مباہلہ بھی ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صادق کے سامنے کاذب نے وفات پائی۔'' [یادرفتگان صفحہ: 418]

مولانا اللہ وسایا صاحب حنفی دیوبندی لکھتے ہیں:

''آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے مناظرے، مباحثے اور مقابلے کیے اس لیے آپ کو ''شیر پنجاب'' کہا جاتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ میں اگر سچا ہوں تو میری زندگی میں مولوی ثناء اللہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ الحمد للہ، مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ (جو ایک وبائی مرض ہے اس) کا شکار ہو کر آنجہانی ہو گیا اس لیے آپ کو ''فاتح قادیان'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔''
[تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، صفحہ: 119]

جناب مولانا اللہ وسایا صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''قادیانی آپ کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ کسی مناظرے کی تحریک ہوئی لیکن صرف یہ سن کر کہ اس مناظرے میں مولانا امرتسری پیش ہوں گے قادیانیوں نے دست کش اختیار کر لی۔'' [تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، صفحہ: 126]

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مرحوم، مولانا ثناء اللہ امرتسری کی رد قادیانیت سے متعلق خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مرزا غلام احمد نے جب 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر

1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اسلام نے ان کی تردید ومخالفت شروع کر دی۔ تردید ومخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مدیر ''اہل حدیث'' پیش پیش اور نمایاں تھے۔'' [قادیانیت مطالعہ وجائزہ، صفحہ: 28]

معروف صحافی اور مصنف آغا شورش کاشمیری مرحوم لکھتے ہیں:

''جن علمائے اہل حدیث نے مرزا اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا محمد بشیر سہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سرفہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علمائے اہل حدیث میں ''فاتح قادیان'' کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ انھوں نے مرزا اور اس کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیے، اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا، مرزا نے تنگ آ کر انہیں خط لکھا کہ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے اور صبر کرتا رہا ہوں۔ اگر میں کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا ورنہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ خدا آپ کو نابود کر دے گا، خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھا لے۔ [تحریک ختم نبوت، صفحہ: 41,40]

مرزا کے اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد مرزا قادیانی لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔

معروف سیرت نگار اور مصنف مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری (وفات یکم دسمبر

2006ء) لکھتے ہیں:

''مخالفین قادیانیت کے دوسرے قافلہ سالار مولانا بٹالوی کے علاوہ اس میدان کی امامت وقیادت اور سربراہی وسیادت کے لیے قدرت کی طرف سے جس دوسری ہستی کا انتخاب عمل میں آیا وہ شیخ الاسلام مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مولانا نے جس وقت اس میدان میں قدم رکھا ہے، بڑی بڑی مقدس، ذی علم اور اسلامی حمیت وغیرت سے بھرپور ہستیاں موجود تھیں لیکن آپ کی رفتار حرب وضرب اس قدر پرزور اور مجاہدانہ پیش رفت اس قدر تیز تھی کہ دیکھتے دیکھتے اسلامی دفاع کا علم آپ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دوسرے تمام مجاہدین پیچھے رہ گئے۔

جنوری 1891ء میں جب مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ منظر عام پر آیا تو ابھی آپ طالب علم تھے۔ اور کوئی ڈیڑھ سال بعد 1892ء میں فارغ ہوکر گھر تشریف لائے، لیکن طالب علمانہ دور ہی سے آپ نے ردّ وقد شروع کر دی تھی۔ قادیانی اکابرین سے آپ نے بار بار بحث وگفتگو کی۔ اخبارات اور رسالوں میں تردیدی مضامین ومقالات لکھے حتی کہ صرف چند برس بعد 1896ء میں مرزا صاحب نے انجام آتھم لکھی تو اپنے نامی اور اشد مخالفین کی فہرست میں مولانا بٹالوی اور مولانا احمد اللہ امرتسری کے پہلو بہ پہلو آپ کا بھی نام لکھا۔ اس کتاب کے (ضمیمہ، صفحہ: 20) میں مولانا کے ساتھ مباہلہ کی تحریک بھی ہے۔ اور اس کا ثبوت بھی کہ آپ کی سرگرمیاں اس سے پہلے ہی اس مقام کو پہنچ چکی تھیں کہ پہلے بھی مباہلہ کی تحریک ہو چکی تھی، پھر یہ جنگ تیز تر ہوتی گئی حتی کہ جولائی 1900ء میں زانو بزانو بیٹھ کر تفسیر نویسی

کے مقابلہ کی تحریک ہوئی۔ سارے شرائط طے ہو گئے اور انتظام مکمل ہو گئے مگر مرزا صاحب مقابلہ کے لیے سرے سے تشریف ہی نہ لائے۔

1901ء سے مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ قادیانیت کے خلاف باقاعدہ تصنیف کا سلسلہ شروع کیا، پھر 1903ء میں ہفت روزہ اہل حدیث جاری کیا، جس کا ایک مستقل باب رد قادیانیت (یعنی قادیانی مشن) تھا۔ 1907ء میں ماہنامہ مرقع قادیان جاری کیا، جو پورا پورا قادیانیت ہی کے لیے وقف تھا۔ مرزا صاحب کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کی امت سے آپ نے بے شمار مناظرے کیے، خود مرزا صاحب سے بھی مناظرہ کی تحریک ہوئی اور آپ 1903ء میں بلا جھجک قادیان جا دھمکے مگر مرزا صاحب کو گھر کی چار دیواری سے نکلنے کی ہمت نہ ہوئی۔

مولانا (ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ) کی مسلسل ضرب سے عاجز آ کر مرزا صاحب نے 15 اپریل 1907ء کو ایک اشتہار شائع کیا، جس کا عنوان تھا ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' اس اشتہار میں مرزا صاحب نے مولانا امرتسری کو قادیانی سلسلہ کا نابود کرنے والا اور قادیانی عمارت کو ڈھا دینے والا قرار دیتے ہوئے خدا سے یہ فیصلہ چاہا ہے کہ مرزا صاحب اور مولانا امرتسری میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مر جائے اور صاف اور صریح لفظوں میں یہ اعلان بھی کیا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے یہ آخری فیصلہ کر دیا، 26 مئی 1908ء کو مرزا صاحب کی موت واقع ہوگئی اور مولانا امرتسری اس کے بعد چالیس برس تک مسلسل حیات اور باطل کے خلاف رزم آراء رہے۔

یہ ایک خدائی نشان تھا جس نے حق و باطل کو ساری دنیا کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور یہ ایک خدائی خلعت تھی جس کے لیے پوری امت مسلمہ میں سے مولانا امرتسری رحمہ اللہ کا انتخاب کیا گیا۔

مرزا قادیانی صاحب کے انتقال کے بعد بھی قادیانیت کے قلعہ پر مولانا امرتسری کی ضرب پیہم جاری رہی، رد قادیانیت ہفت روزہ اہل حدیث کا ایک مستقل باب تو تھا ہی پچاسوں کتابیں بھی اس موضوع پر لکھیں، اور کئی سو مناظرے بھی کیے، ایک زبردست اور فیصلہ کن مناظرہ جون 1909ء میں رام پور میں ہوا۔ ہندوستان کے تمام اسلامی فرقوں کے ایک سو سے زائد چوٹی کے علماء کی موجودگی میں عین وقت پر مناظرہ کے لیے آپ کا انتخاب ہوا۔ اور بالآخر تیسرے دن قادیانی مناظرین میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تمام علماء کبار نے آپ کو فاتح قرار دیا۔ اور خاص کر نواب رام پور محمد حامد علی خاں صاحب نے آپ کو فتح کا سرٹیفکیٹ مرحمت فرمایا۔ ایک اور فیصلہ کن مناظرہ اپریل 1912ء میں لدھیانہ کے اندر ہوا۔ قادیانیوں کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ حسب شرائط قادیانیوں نے تین سو روپے بطور انعام مولانا امرتسری کو دیے۔

کتب و رسائل اور مناظروں کے علاوہ رد قادیانیت پر آپ نے کئی سو تقریریں بھی ارشاد فرمائیں اور شاگردوں کا پورا ایک جتھا اس محاذ پر کام کرنے کے لیے تیار کر دیا۔ یہاں تک کہ قادیانیوں کی وہ تعداد جسے قادیانی نو لاکھ تک بتایا کرتے تھے 1935ء تک سمٹ سمٹا کر خود قادیانی خلیفہ دوئم مرزا بشیر الدین کے حسب اقرار ایک لاکھ بھی نہیں رہ گئی۔"

مولانا امرتسری کی مساعی کا تفصیلی خاکہ ہم نے اپنی دوسری کتاب ''فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری'' میں بیان کر دیا ہے۔ [قادیانیت اپنے آئینہ میں، صفحہ: 251,250,249]

''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' پاکستان میں مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور نے شائع کی ہے اور ''فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ'' کو مکتبہ محمدیہ الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے، دونوں کتابیں اہل علم کے لیے نہایت مفید ہیں۔

قادیانیت کے خلاف مولانا کی تصانیف:

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے قادیانیوں کے خلاف سب سے زیادہ مناظرے کیے اور سب سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ وہ اپنے خود نوشت حالات میں لکھتے ہیں:

> ''میری تصانیف جو قادیان کے متعلق ہیں ان کی تفصیل لکھوں تو ناظرین کے لیے ملال کا خطرہ ہے، اس لیے مختصر طور پر بتلاتا ہوں کہ قادیانی تحریک کے متعلق میری کتابیں اتنی ہیں کہ مجھے خود ان کا شمار یاد نہیں، ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص کے پاس یہ کتابیں موجود ہوں قادیانی مباحث میں اسے کافی واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کا ثبوت خود مرزا صاحب بانی تحریک قادیان کی اس تحریر سے ملتا ہے جو انھوں نے 15 اپریل 1907ء کو شائع کی تھی، جس کا عنوان تھا ''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ'' اس کے شروع میں میری نسبت جو خاص گلہ وشکایت کی گئی ہے وہ خصوصاً قابل دید وشنید ہے۔ مرزا نے لکھا: ''مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا میرے

قلعہ کو گرانا چاہا وغیرہ۔'' اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔کوئی خاص وقت تھا جب یہ دعا ان کے منہ اور قلم سے نکلی اور قبولیت اسے لینے آئی۔ آج قادیان کی بستی میں ادھر ادھر دیکھو تو رونق بہت پاؤ گے مگر ایسی کہ دیکھنے والا اہل قادیان کو مخاطب کر کے داغ مرحوم کا یہ شعر سنائے گا۔

آپ کی بزم میں سب کچھ ہے مگر داغ نہیں
آج وہ خانہ خراب ہم کو بہت یاد آیا

نوٹ:

قادیانی لٹریچر کو جمع کرنے اور واقفیت حاصل کرنے میں میں نے بڑی محنت کی جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک مجلس میں مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم مہتمم مدرسہ دیوبند نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ''ہم لوگ تیس سال تک محنت کریں تو بھی اس بارے میں آپ کی واقفیت تک نہیں پہنچ سکتے۔'' [حیات ثنائی از مولانا داؤد راز دہلوی، صفحہ:182]

قادیانیت کے رد میں مولانا ثناء اللہ صاحب کی لکھی ہوئی کتب کے نام یہ ہیں:

۱۔ الہامات مرزا	۲۔ ہفوات مرزا
۳۔ صحیفہ محبوبیہ	۴۔ فاتح قادیان
۵۔ آفتہ اللہ	۶۔ فتح ربانی در مباحثہ قادیانی
۷۔ عقائد مرزا	۸۔ مرقع قادیان
۹۔ چیستان مرزا	۱۰۔ زار قادیان
۱۱۔ فسخ نکاح مرزائیاں	۱۲۔ نکاح مرزا
۱۳۔ تاریخ مرزا	۱۴۔ شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان

۱۵۔ لیکھ رام اور مرزا	۱۶۔ ثنائی پاکٹ بک
۱۷۔ قادیانی مباحثہ دکن	۱۸۔ شہادت مرزا۔
۱۹۔ نکات مرزا	۲۰۔ ہندوستان کے دو ریفارمر
۲۱۔ محمد قادیانی	۲۲۔ قادیانی حلف کی حقیقت
۲۳۔ تعلیمات مرزا	۲۴۔ فیصلہ مرزا
۲۵۔ تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار	۲۶۔ علم کلام مرزا
۲۷۔ عجائبات مرزا	۲۸۔ نا قابل مصنف مرزا
۲۹۔ بہاء اللہ اور مرزا	۳۰۔ اباطیل مرزا
۳۱۔ مکالمہ احمدیہ	۳۲۔ بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر
۳۳۔ محمود، مصلح موعود	۳۴۔ تحفہ احمدیہ۔

ان کتب کے علاوہ مولانا نے اپنی تفسیر ثنائی میں بھی قادیانیت کا رد کیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا مرحوم کے قادیانیت سے متعلق تمام رسائل ہمارے بزرگ دوست مولانا عبدالجبار سلفی مدیر صحیفہ اہل حدیث کراچی نے اپنے اشاعتی ادارے مکتبہ ایوبیہ (محمدی مسجد برنس روڈ کراچی) کی طرف سے شائع کر دیے تھے اور 2003ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے تحت شائع ہونے والے مجموعے ''احتساب قادیانیت'' کی جلد نمبر: 8 اور جلد نمبر: 9 میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی ان 34 کتب کو شائع کیا گیا ہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب کی تحقیق کے مطابق مولانا کی تصانیف کی صحیح تعداد یہی ہے۔

مناظرے:

مولانا ثناء اللہ صاحب نے قادیانیوں سے سینکڑوں مناظرے کیے، چند ایک معروف کی تفصیل یہ ہے، لیکن اس سے پہلے مولانا ظفر علی خان کا یہ شعر پڑھیے: ؎

خدا سمجھائے اس ظالم ثناء اللہ کو
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

۱۔ مناظرہ رام پور (جون 1909ء) مقابل مولوی احسن امروہی اور مولوی قاسم علی قادیانی۔

۲۔ انعامی مباحثہ لدھیانہ (اپریل 1909ء) مقابل میر قاسم علی قادیانی۔

۳۔ مناظرہ امرتسر (اپریل 1909ء) مقابل مولوی غلام رسول راجیکی۔

۴۔ مباحثہ سرگودھا (دسمبر 1916ء)۔

۵۔ مناظرہ میرٹھ (مارچ 1917ء)۔

۶۔ مناظرہ ڈیرہ غازی خاں (26 مئی 1917ء)۔

۷۔ مناظرہ ہوشیار پور، 21 تا 23 اکتوبر 1917ء۔

۸۔ مناظرہ گوجرانولہ، 19، 20 جنوری 1918ء۔

۹۔ مناظرہ ہوشیار پور، 2، 3 فروری 1918ء۔

۱۰۔ مناظرہ کرتار پور ضلع جالندھر 23 اپریل 1918ء۔

۱۱۔ مناظرہ جھنگ اکتوبر 1920ء۔

۱۲۔ مناظرہ مالیر کوٹلہ 17 اپریل 1921ء۔

۱۳۔ مناظرہ کپورتھلہ 17، 18 اپریل 1921ء۔

۱۴۔ مناظرہ فیروز پور 3 جون 1922ء۔

۱۵۔ مناظرہ ننکانہ ضلع شیخوپورہ 30 جون 1922ء۔

۱۶۔ مناظرہ گوجرانوالہ 5، 6 نومبر 1922ء۔

۱۷۔ مناظرہ لاہور موچی دروازہ 3 جون 1925ء۔

۱۸۔ مناظرہ چک 99 شمالی سرگودھا 5 جون 1925ء۔

۱۹۔ مناظرہ گوجرانوالہ 28 فروری 1926ء۔

۲۰۔ مناظرہ پٹھان کوٹ 24، 25 نومبر 1928ء۔

۲۱۔ مناظرہ منٹگمری (ساہیوال) 20 اکتوبر 1930ء۔

۲۲۔ مناظرہ مونگ گجرات 11، 12 اکتوبر 1930ء۔

۲۳۔ مناظرہ بٹالہ ضلع گورداس پور 25 نومبر 1930ء۔

۲۴۔ مناظرہ بٹالہ ضلع گورداس پور 20 فروری 1932ء۔

۲۵۔ مناظرہ وزیر آباد 10 اپریل 1932ء۔

۲۶۔ مناظرہ لاہور مغل پورہ گنج 17 جولائی 1932ء۔

۲۷۔ مناظرہ جہلم 22 اپریل 1933ء۔

۲۸۔ مناظرہ لاہور یکم جنوری 1934ء۔

۲۹۔ مناظرہ بٹالہ ضلع گورداس پور 14 مارچ 1934ء۔

۳۰۔ مناظرہ امرتسر 30 ستمبر 1934ء۔

۳۱۔ مناظرہ میرٹھ 12 مارچ 1935ء۔

۳۲۔ مناظرہ لائل پور (فیصل آباد) نومبر 1941ء۔

قادیانیوں کے خلاف مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مناظروں کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، تذکرۃ المناظرین، تذکرہ ابو الوفاء از عبدالرشید عراقی، فتنہ قادیانیت اور ثناء اللہ امرتسری اور سیرت ثنائی از مولانا عبدالمجید سوہدروی۔

قادیانیوں کی تکفیر:

ہمارے بعض کرم فرما اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری قادیانیوں کو کافر

قرار نہیں دیتے تھے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ مولانا کسی کی تکفیر کے معاملے میں بڑے محتاط رہتے تھے لیکن قادیانیوں کے معاملے میں آپ کے دوٹوک الفاظ مرقوم ہیں۔ ایک موقع پر آپ فرماتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ مرزائی گروہ عرب اسلام سے بالکل الگ ہے۔ ان کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا کے اقوال وافعال کو سند مانتے ہیں۔ بلکہ احادیث سے بھی مقدم سمجھتے ہیں یہ کہہ کر وہ حکم عدل تھے۔ ان کا فیصلہ ہر بات میں فیصل ہے۔ اس لیے ایسے گروہ کے ساتھ کوئی معاملہ بحیثیت مسلمان کے نہیں کرنا چاہیے۔'' [اہل حدیث 13 ستمبر 1940ء]

ایک اور موقع پر مولانا رقم طراز ہیں:

''قرآن شریف میں کتاب اللہ کی تحریف کرنے والوں کا ذکر بہت برے لفظوں میں آیا ہے، تحریف کلام ایک ایسا برا فعل ہے کہ معمولی انسان کے کلام کو بدلنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کلام اللہ کی تحریف کرنا تو اکبر الکبائر بلکہ کفر ہے، مرزا کلاں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت) نے اس بد رسم کی بنیاد رکھ کر اپنی ساری جماعت کو اس برے طریق پر چلنے کی گویا رہنمائی کی ہے۔'' [اہل حدیث 13 نومبر 1942ء)

ایک دفعہ مفتی قادیان نے ایک سوال کے جواب میں مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کی دعاؤں کو وما دعاء الکافرین الا فی ضلال کا مصداق ٹھہرایا اور اس بنیاد پر قادیانی میت کے لیے مسلمانوں کی نماز جنازہ اور دعائے مغفرت کو لغو قرار دیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مفتی قادیان کا یہ فتویٰ نقل کر کے اس پر جواب معارضہ قائم کرتے ہوئے لکھا:

''وہ مسلمان جو مرزائیوں کے حق میں مسلم اور مؤمن وغیرہ لفظ بولا کرتے ہیں یا ان کو ایک اسلامی فرقہ سمجھتے ہیں وہ اس قادیانی فتوے کو غور سے پڑھیں، یہ جو پوچھا گیا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے سے اس آیت کے ماتحت آ سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں بلکہ ماننے سے آتے ہیں۔'' [اہل حدیث امرتسر 23 جولائی 1943ء]

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی مرحوم لکھتے ہیں:

''ایک جلسے میں مولانا نے مرزائیت کی تردید میں تقریر فرمائی اور کہا کہ مرزا اور ان کی جماعت چونکہ عقائد باطلہ کی حامل ہے اور اصول اسلام سے منحرف ہے اس لیے وہ کافر ہے اور دین محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔'' [سیرت ثنائی صفحہ: 21.1]

مولانا عبدالمجید خادم لکھتے ہیں:

''کچھ عرصہ ہوا اخبارات میں یہ بحث چھڑ گئی تھی کہ سب علماء کرام نے مرزائے قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگا رکھا ہے مگر مولانا ثناء اللہ صاحب نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا، نہ اسے کافر کہا۔ مولانا عبدالغنی صاحب خان پوری کا بیان ہے کہ میں یہی اعتراض ذہن میں لے کر مولانا ثناء اللہ صاحب کے پاس پہنچا اور اس کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا: بھئی! میں تو مرزا قادیانی کو کافر کہنا لفظ ''کفر'' کی بھی توہین سمجھتا ہوں۔'' یہ ایک ایسا جواب تھا کہ میں خاموش ہوگیا اور پھر کچھ نہ کہہ سکا۔ [سیرت ثنائی، صفحہ: 169]

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی اس تبلیغی مساعی کا جو انھوں نے فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی اور استیصال کے لیے انجام دی،

ان جیسے عظیم المرتبت عالم دین صدیوں بعد ہی اس دنیا میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ تحریکِ ختم نبوت کے اس عظیم مجاہد کے درجات جنت الفردوس میں بلند فرمائے، آمین۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عدیم المثال عالم دین تھے۔ وہ اپنے علم وعمل، گفتار وکردار، عدل وانصاف، امانت ودیانت، تقویٰ وصالحیت اور قرآن وسنت سے حد درجہ شیفتگی کے لحاظ سے اونچے مقام مرتبہ کے حامل تھے۔ آپ 1867ء میں ریاست پٹیالہ کے گاؤں منصور پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام احمد شاہ تھا۔ قاضی صاحب نے قرآنِ مجید اور عربی کی بعض کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں اور فارسی کی تعلیم مہندرا کالج پٹیالہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں منشی فاضل کا امتحان دیا اور اول آئے۔ ساڑھے سترہ سال کی عمر میں محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی اور پندرہ سال یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ 1900ء کے پس وپیش انہیں محکمہ عدلیہ میں لیا گیا اور پھر آگے چل کر آپ نے سول جج اور سیشن جج کے طور پر خدمات سرانجام دی۔ قاضی صاحب ایک مفسر، محدث، محقق، مصنف، قانون دان، ماہر تقابل ادیان، خطیب، شاعر، داعی، مناظر اور بہت بڑے سیرت نگار تھے۔ انھوں نے ''رحمۃ للعالمین'' کے نام سے عالمی شہرت یافتہ کتاب لکھی جو اسلامی ادب میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کے علاوہ انھوں نے تفسیر سورۂ یوسف ''الجمال والکمال'' شرح اسماء اللہ الحسنٰی، مہر نبوت، سید البشر، اصحاب بدر، تاریخ المشاہیر لکھیں اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی ''جلاء الأفہام'' کا اُردو ترجمہ کیا۔

جب فتنہ مرزائیت کا آغاز ہوا تو قاضی صاحب کی عمر 25 سال کے لگ بھگ تھی، اس دور میں انھوں نے ''غایت المرام'' کے نام سے کتاب لکھی اور اس میں بھر پور طریقے سے مرزا قادیانی کی تردید کی۔ یہ 1893ء کی بات ہے۔ اس اعتبار سے وہ تمام علماء کرام میں کم عمر تھے جنھوں نے مرزائیت کا رد لکھا۔ اس دور میں قاضی صاحب نے پیشین گوئی کی تھی کہ مرزا قادیانی حج نہیں کر سکے گا، ان کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی۔ 1898ء میں قاضی صاحب نے مرزائیت کے خلاف دوسری کتاب ''تائید الاسلام'' لکھی۔ مرزا قادیانی قاضی صاحب کی کسی کتاب کا زندگی بھر جواب نہ دے سکے۔ البتہ 15 اپریل 1893ء کو مرزا قادیانی کو فارسی میں الہام ہوا ''پشت بر قبلہ می کنند نماز'' مرزائیوں کے تذکرے کا مرتب لکھتا ہے کہ:

''یہ الہام قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے بارے میں ہوا تھا کہ وہ قبلہ کو پیٹھ دے کر نماز ادا کرتے ہیں۔'' [تذکرہ صفحہ: 268]

اللہ کی شان! کیا الہام ہے اور کیا اس ''ولایتی'' نبی کی زبان ہے۔ ان دلائل اور حقائق سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب مرزا قادیانی کے کتنے بڑے نقاد اور مخالف تھے اور وہ فتنہ مرزائیت کی بیخ کنی میں کتنے سرگرم تھے۔

حضرت قاضی سلیمان صاحب نے دوسرے حج سے واپسی پر 30 مئی 1930ء کو بحری جہاز میں وفات پائی۔ مولانا اسماعیل غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ قاضی صاحب کے تفصیلی حالات جاننے کے لیے مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی کتاب ''تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصوری پوری'' کا مطالعہ کیجیے۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تحریک ختم نبوت کے سرگرم اور

اولین مجاہدین میں ہوتا ہے۔ وہ حدیث، تفسیر، فقہ واصول، منطق، فلسفہ اور ادیان باطلہ کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے تھے۔ دینی وعصری تعلیم سے آراستہ تھے اور شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے بھی انہیں شرف تلمذ حاصل تھا۔ مرزائی مبلغوں سے عمر بھر ان کا علمی دست وپنجہ رہا۔ اور انھوں نے تقریر وتحریر کے علاوہ مناظروں اور مباحثوں سے بھی فتنہ مرزائیت کا خوب ردّ کیا۔ قادیانی مذہب کے جواب میں ان کی 17 تصانیف ہیں جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ شہادت القرآن حصہ اول۔

۲۔ شہادت القرآن حصہ دوئم۔

۳۔ سلّم الوصول الی اسرار اسراء الرسول۔

۴۔ الخبر الصحیح من قبر المسیح۔

۵۔ فیصلہ ربانی برمرگ قادیانی۔

۶۔ نزول الملائکہ والروح إلی الأرض۔

۷۔ آئینہ قادیانیت۔

۸۔ رحلت قادیانی بمرگ ناگہانی۔

۹۔ مرقع قادیانی۔

۱۰۔ رسائل ثلاثہ۔

۱۱۔ تردید مغالطات مرزائیہ۔

۱۲۔ صدائے حق۔

۱۳۔ ختم نبوت۔

۱۴۔ کھلی چھٹی نمبر:۲۔

۱۵۔ قادیانی مذہب۔

۱۶۔ ختم نبوت اور مرزا قادیانی۔

۱۷۔ فص ختم نبوت۔

مولانا ابراہیم میر مرحوم کی شہادۃ القرآن شہرہ آفاق کتاب ہے۔ 1960ء کے عشرے میں اسے ادارہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ حیات مسیح کے مسئلے پر یہ بڑی جامع کتاب ہے۔ مولانا میر صاحب 1874ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور 12 جنوری 1956ء کو انھوں نے سیالکوٹ میں وفات پائی۔

مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل حدیث کے فحول علمائے کرام میں سے تھے۔ وہ 1836ء میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کی تکمیل حضرت میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف، بہت بڑے خطیب اور مناظر تھے۔ جن دنوں مرزا قادیانی نے دہلی آ کر اپنی مسیحیت کا راگ آلاپا اور علماء کو مناظرے کی دعوت دی۔ ان دنوں مولانا محمد بشیر صاحب بھوپال میں تھے۔ ان تک مرزے کی یہ بات پہنچی تو وہ فوراً دہلی پہنچے اور ایک مجمع میں مرزا سے گفتگو ہوئی۔ حیات و ممات مسیح کے عنوان پر مناظرے کا موضوع قرار پایا، لیکن مرزا صاحب تقریری مناظرے پر رضا مند نہ ہوئے تو تحریری بحث شروع ہوئی۔ اس میں بھی مرزا صاحب حسب عادت چکمہ دے گئے۔ مولانا کی اس بحث میں گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ مرزا یہ کہہ کر میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ خسر تشریف لا رہے ہیں ان کے استقبال کے لیے دہلی ریلوے اسٹیشن پر ان کا جانا ضروری ہے۔ مولانا نے ''خسر'' کا لفظ سنا تو قرآنِ مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: خسر الدنیا والآخرة ذلك هو الخسران المبين (سورۂ حج آیت 11) اس نے دنیا

اور آخرت دونوں جہان میں نقصان اٹھایا۔ واقعی یہ کھلا نقصان ہے۔

اس تحریری مناظرے کا پورا مواد ''الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا تھا۔ اپنے مندرجات کے لحاظ سے یہ دلچسپ کتاب ہے۔ ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین نے اپنی کتاب تحریک ختم نبوت کی جلد ششم کے شروع میں مولانا محمد بشیر سہسوانی اور مرزے کے درمیان اس تحریر مناظرے کے ابتدائی تین تین پرچے درج کیے ہیں اور تحریک ختم نبوت کی جلد نہم کے شروع میں مولانا محمد بشیر سہسوانی کا چوتھا پرچہ اور مقدمہ شامل کتاب کیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ مولانا محمد بشیر سہسوانی نے 29 جون 1908ء کو دہلی میں وفات پائی اور رشیدی پورہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے مجاہد ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ایمان دولت سے ان کا قلب وذہن معمور تھا۔ 1891ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا تو اس کی تردید میں مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی نے 44 صفحات پر مشتمل ''اعلاء الحق الصریح فی تکذیب مثیل المسیح'' کے نام سے رسالہ لکھا۔

یہ پہلا رسالہ ہے جو مرزا غلام احمد کی تکذیب میں لکھا گیا اور شائع ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل نے 46 سال کی عمر میں 3 مئی 1894ء کو وفات پائی۔

مولانا عبدالوھاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالوھاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اونچے مقام مرتبے کے حامل عالم دین تھے۔ آپ حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا امام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الکل میاں نذیر حسین

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ ان کے رگ وپے میں توحید کی اشاعت، سنت رسول ﷺ کی محبت اور اسلام کی اشاعت کا جذبہ صادقہ پایا جاتا تھا۔ جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو مولانا دہلی میں فروکش تھے اور انھوں نے وہاں درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ مولانا عبدالوھاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کے دعوائے نبوت پر فتنہ مرزائیت کے خلاف پر زور تقریریں کیں۔ ان میں مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی قلعی کھول کے رکھ دی۔ اس کے باعث مرزا قادیانی اور اس کے حواری مولانا عبدالوھاب کو اپنا سخت مخالف سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب 1900ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے علمائے اسلام کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تو اس اشتہار میں 35 نمبر پر مولانا عبدالوھاب دہلوی کا نام لکھا۔ مہر منیر کے صفحہ 218 پر اس اشتہار کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ مولانا عبدالوھاب دہلوی 1863ء میں واسو آستانہ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے اور جولائی 1932ء میں دہلی میں وفات پائی۔

ان کے تفصیلی حالات اور دینی مساعی کو جاننے کے لیے راقم کی کتاب ''مولانا عبدالوھاب دہلوی اور ان کا خاندان'' ملاحظہ فرمائیں، یہ کتاب حال ہی میں مکتبہ ایوبیہ محمدی مسجد برنس روڈ کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد وزاہد اور تقویٰ شعار بزرگ تھے، وہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند اور ان کے ساتھ ہی غزنی سے ترک سکونت اختیار کر کے امرتسر آئے تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کی ناموس کے لیے ہمیشہ پارے کی طرح مضطرب رہتے اور نئے پیدا ہونے والے فتنوں کی سرکوبی ان کا مشن تھا۔ مرزا غلام احمد

قادیانی نے جب دعوائے نبوت کیا اور دجل وفریب پر مبنی اپنے خیالات کو عوام میں نشر کرنا شروع کیا تو مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایمانی جذبے سے معمور ہو کر فتنہ قادیانیت کے خلاف سینہ سپر ہو گئے۔ بات بڑھتے بڑھتے مرزا سے مباہلہ تک جا پہنچی۔ مباہلے کے لیے جو طریق کار طے ہوا وہ مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یہ تھا:

"مقام عید گاہ (امرتسر) میں مباہلہ اس طریق پر بدیں الفاظ ہو گا:

میں یعنی عبدالحق تین بار بآواز بلند کہوں گا: یا اللہ! میں مرزا کو ضال، مضل، ملحد، دجال، کذاب، مفتری، محرف کلام اللہ واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔ مرزا تین بار بآواز بلند کہے یا اللہ! اگر میں ضال مضل وملحد ودجال وکذاب ومفتری ومحرف کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر آج تک تو نے نہیں کی ہو۔ بعد میں قبلہ رخ ہو کر دیر تک ابتہال اور عاجزی کریں گے کہ یا اللہ! جھوٹے کو شرمندہ اور رسوا کر اور سب حاضرین مجلس آمین کہیں گے۔" [تاریخ مرزا صفحہ 47 بحوالہ اشتہار مولانا عبدالحق غزنوی 8 ذی قعدہ 1310ھ]

اس اشتہار کے مطابق 10 ذی قعدہ 1310 ہجری (جون 1893ء) کو عید گاہ امرتسر میں مباہلہ ہوا اور فریقین امن وامان سے واپس آ گئے۔

مباہلے کے بعد مرزا کی طرف سے کی گئی پیشین گوئیوں میں کوئی ایک بھی سچ ثابت نہ ہوئی۔ نہ ان کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کے شوہر کا انتقال ہوا، نہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کو موت آئی اور نہ ہی ان سے مباہلہ کرنے والے مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ہوا۔ اس سے مرزا غلام احمد قادیانی کو بڑی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ رہی سہی کسر اس

وقت پوری ہوگئی جب مرزا کی موت کے بعد ان کی میت کو قادیان پہنچانے کے لیے احمدیہ بلڈنگس سے لاہور ریلوے اسٹیشن لایا جا رہا تھا تو اہل لاہور نے ان کی لاش پر اینٹ، پتھر اور گندگی برسائی۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایسی ذلت ورسوائی شاید کسی بدترین کافر کے حصے میں بھی نہ آئی ہو جو کہ مرزا قادیانی کو نصیب ہوئی۔

[جب مرزا قادیانی لاہور میں انتقال کر گیا تو اس کی نعش کو قادیان لے جانا تھا، اس وقت ایمبولینس وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا صرف ایک ہی انتظام تھا کہ ریل کی ایک بوگی میں نعش قادیان لے جائی جائے، چنانچہ مرزا کی نعش لے جانے والوں نے ریلوے اسٹیشن لاہور کے اسٹیشن ماسٹر (انگریز) سے رابطہ کیا کہ ہمیں ایک بوگی دی جائے، جس کے ذریعہ ہم مرزا صاحب کی نعش قادیان لے جائیں۔

اس وقت جو صاحب بوگیاں آلاٹ کرتے تھے، ان کا نام تھا ملک سرج الدین عراقی جن کا تعلق ضلع گوجرانوالہ کے مردم خیز خطہ سوہدرہ سے تھا، ملک سراج الدین عراقی برصغیر کے نامور طبیب وادیب اور مولانا ظفر علی خان کے دیرینہ رفیق پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم ومغفور کے حقیقی ماموں اور ہماری جماعت کے نامور مؤرخ اور قلمکار ملک عبدالرشید عراقی ﷾ کے رشتہ میں تایا تھے۔

انگریز اسٹیشن ماسٹر نے ملک سراج الدین عراقی کو اپنے دفتر میں بلایا اور کہا کہ مرزا غلام احمد کی نعش قادیان بھیجنا ہے اس لیے ایک بوگی کا بندوبست کرو۔ ملک سراج الدین عراقی نے جواب دیا: میرے پاس کوئی بوگی وغیرہ نہیں ہے جو میں آپ کو مہیا کروں اور نہ ہی آج کسی مال گاڑی نے لاہور آنا ہے، اسٹیشن ماسٹر نے جواب میں کہا: جس طرح بھی ہو سکے ایک بوگی کا بندوبست ہونا چاہیے، ملک سراج الدین صاحب نے جواب دیا میں نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا انتظام نہیں ہے، آپ خواہ مخواہ ضد کر رہے

ہیں، کوئی بوگی وغیرہ نہیں مل سکتی، اسٹیشن ماسٹر نے دوبارہ زور دے کر کہا: ایک کوڑے سے لدی بوگی جو اسٹیشن سے دور لائن پر کھڑی ہے کیا وہ آپ دیکھ سکتے ہیں؟ ملک سراج الدین صاحب نے کہا: ہاں، وہ بوگی میں ان کو دے سکتا ہوں، اس سے کوڑا وغیرہ خود نکال لیں اور مرزا صاحب کی نعش اس میں رکھ کر قادیان لے جائیں۔

اسٹیشن ماسٹر صاحب نے مرزا صاحب کے لواحقین سے دریافت کیا، اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا: یہی کوڑے والی بوگی ہمیں دے دی جائے، چنانچہ وہ بوگی مرزا کے لواحقین کو دے دی گئی، اور اس بوگی کو سواری ریل کے ساتھ لگایا گیا اور مرزا صاحب کی نعش قادیان پہنچی۔

بوگی کے آلاٹ کرنے کے سلسلہ میں اسٹیشن ماسٹر اور ملک سراج الدین عراقی کے مابین کچھ سخت الفاظ کا تبادلہ ہوا تھا اس کے بعد ملک صاحب نے اسٹیشن ماسٹر کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا، اور اسٹیشن ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہا کہ مرزا صاحب کذاب تھے انھوں نے نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کیا اور یہ حقیقت میں آپ نے (برطانوی سامراج) نبی بنایا تھا، ایسے جھوٹے شخص کے لیے میں کبھی بھی بوگی آلاٹ نہیں کر سکتا تھا]۔ (یہ معلومات مجھے ملک عبدالرشید عراقی صاحب نے بہم پہنچائی ہیں)۔

مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ مرزا کی وفات کے بعد پورے نو سال زندہ رہے۔ ان کا انتقال 23 رجب 1335ھ 16 مئی 1917ء کو ہوا اور آپ نہایت اعزاز و اکرام سے دفن کیے گئے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ پوری امت میں تنہا وہ شخص ہیں جن کے ساتھ مرزا صاحب کا مباہلہ منعقد ہوا۔ ان کے علاوہ متعدد علماء کے ساتھ مرزا صاحب کی بات چیت اور اشتہار بازی تو ہوئی مگر عملاً کسی کے ساتھ مباہلہ منعقد

نہیں ہوا۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مباہلے اور پھر اس میں سرخروئی کی سعادت پوری امت میں صرف ایک اہل حدیث عالم دین ہی کو حاصل ہوئی۔ [ہفت روزہ الاعتصام لاہور، شمارہ نمبر: 43 جلد نمبر: 6]

حضرت مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالاحد خانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جنھوں نے فتنہ قادیانیت کی تردید کو اپنے اوپر فرض عین قرار دے لیا تھا۔ ان کا شمار مرزا قادیانی کے شدید مخالفوں میں ہوتا تھا۔ آپ فتنہ قادیانی کی تردید کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ایک بار حکیم نور الدین قادیانی راولپنڈی آئے اور وہ قاضی صاحب سے کہنے لگے آپ نے مرزا صاحب کی تکفیر کیوں کی؟ کیا آپ کو آسمان سے آواز آئی یا زمین سے کہ مرزا کافر ہے؟ قاضی صاحب نے کہا: دونوں طرف سے، حکیم صاحب بولے وہ کیسے؟ قاضی صاحب نے جواب دیا: آسمان کی طرف سے آوازیں نہیں آیا کرتیں لیکن جو احکام بذریعہ وحی آسمان کی طرف سے آئے ہیں، ان کی رو سے مرزا صاحب کافر ہیں، یہ تو ہوئی آسمانی آواز باقی رہی زمین کی تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ کل دنیا انہیں کافر کہتی ہے۔ یہ ہوئی زمین کی آواز۔

قاضی صاحب کا یہ جواب سن کر حکیم صاحب خاموش ہو گئے اور جاتے ہوئے اپنی جماعت کے افراد کو کہہ گئے کہ اس آدمی کو کبھی نہ چھیڑنا، یہ میری نصیحت یاد رکھنا ورنہ یہ تمھیں مرتے دم تک نہ چھوڑے گا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد قادیانیوں نے حکیم نور الدین کی نصیحت کو نظر انداز کرتے ہوئے راولپنڈی سے ایک اشتہار شائع کر دیا، اس اشتہار کو لے کر لوگ قاضی صاحب کے پاس آئے اور اس کا جواب لکھنے کی درخواست کی۔

قاضی صاحب فرمانے لگے: یہ کیسے بلوں سے باہر نکل آئے، چنانچہ آپ نے اس کا جواب ''کلما خرجت العقرب فالنعل حاضرۃ'' کے نام سے لکھا جس کے معنی ہیں ''جب بھی بچھو اپنی بل سے باہر نکلے تو جوتا حاضر ہے۔'' اس کے علاوہ آپ نے قادیانیت کے رد میں ① **السیف المسلول فی نحر شاتم الرسول ﷺ** ② **اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی** ③ **اغاثۃ اللھوف المکروب المسبحون فی مصائد القادیانی المجنون** جیسے قابل قدر رسائل تصنیف فرمائے۔ ایک بار بمقام ''زیرہ'' آپ نے مولوی محمد علی مرزائی سے مباہلہ بھی کیا۔ جس کے نتیجے میں مولوی محمد علی اپنے ساتھیوں سمیت آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا تھا۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے سرخرو کیا اور فتح مبین عطا فرمائی۔ مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری 1268 ہجری میں پیدا ہوئے اور 1347 ہجری میں وفات پائی۔

ان کی خدمات اور حالات زندگی کے لیے دیکھیے: ''تذکرہ علمائے خان پور، صفحہ: 67,66''۔

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ 1307 ہجری میں پیدا ہوئے، وہ اپنے عالی قدر باپ مولانا محمد سعید بنارسی کے نہایت لائق فرزند تھے۔ فتنہ قادیانیت کی تردید میں آپ نے بڑی سرگرمی سے کام کیا۔ اس سلسلے میں ان کی طرف سے تصنیف کردہ کتب یہ ہیں:

① ردمرزائیت

② قضاء ربانی بردعا قادیانی

③ غلام احمد قادیانی کے بعض جوابات پر ایک نظر

④ جواب دعوت

⑤ معیار نبوت

⑥ نور اسلام بجواب ظہور اسلام

⑦ دفع اوہام جواب ظہور امام۔

مولانا ابو القاسم سیف نے 1949 میں وفات پائی۔

مولانا عبداللہ معمار امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبداللہ معمار امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ قادیانی لٹریچر پر ان کی نظر گہری تھی۔ وہ بہت بڑے مناظر اور مصنف تھے۔ اپنے اسلوب نگارش اور دلائل کی بھر مار سے بڑے بڑوں کو زیر کیا۔ ''محمدیہ پاکٹ بک'' ان کی مشہور زمانہ کتاب ہے جو قادیانی مذہب کے خلاف انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا معمار کی دوسری کتاب جو قادیانی مذہب کے خلاف ہے وہ ''مغالطات مرزا عرف الہامی بوتل'' ہے۔

مولانا عبداللہ معمار رحمۃ اللہ علیہ نے 55 سال کی عمر میں 26 اپریل 1950ء کو گوجرانوالہ میں وفات پائی۔

مولانا امام عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا امام عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عظیم المرتبت عالم دین تھے۔ آپ ستمبر 1905ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ تفسیر، حدیث، منطق، تاریخ وادب اور فقہ واصول کی مکمل تعلیم آپ نے اپنے عالی قدر باپ مولانا امام حافظ عبدالوھاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ فصیح البیان خطیب اور حاضر جواب مناظر تھے۔ زندگی بھر توحید کی اشاعت اور سنت نبویہ کے احیاء میں سرگرم رہے۔ آپ نے اپنے عظیم المرتبت باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے گراں قدر خدمات انجام دی۔

عمر دین مرزائی اور دیگر کئی قادیانی مربیوں سے کامیاب مناظرے کیے اور مسئلہ ختم نبوت کو عمدگی سے اجاگر کیا۔تحریری طور پر بھی آپ نے "القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح علیه السلام" کے نام سے نہایت عمدہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اور اس میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن وسنت سے ٹھوس دلائل دیتے ہوئے مرزا قادیانی کے دعوائے "وفات المسیح" کی حقیقت کو کھول کے رکھ دیا۔

مولانا امام عبدالستار دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و جماعتی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ وہ اپنی جماعت غرباء اہل حدیث کے امام بھی رہے۔ انھوں نے 29 اگست 1966ء کو کراچی میں وفات پائی۔

ان کی دینی خدماتِ کی تفصیل جاننے کے لیے دیکھیے "تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں" از قاضی محمد اسلم سیف، "کاروانِ سلف" از مولانا محمد اسحاق بھٹی اور راقم کی کتاب "مولانا عبدالوھاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا خاندان"۔

بطل حریت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں تحریک آزادی کے عظیم قائد، مذہبی و دینی شخصیت، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے پہلے صدر اور نامور عالم دین تھے۔ جس طرح ان کے عالی قدر بزرگوں نے دین اسلام کے لیے خدمات سرانجام دی مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس فریضہ کو بحسن وخوبی سے نبھایا۔ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی قادیانیت کے خلاف خدمات لائق تحسین ہیں۔ وہ قادیانیت کے ساتھ کسی قسم کے سمجھوتے کی کوئی گنجائش اپنے ہاں نہ رکھتے تھے۔ وہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے خارج سمجھتے تھے اور انہیں الگ فرقہ قرار دیتے تھے۔ انھوں نے 1936ء میں "اسلام اور قادیانیت" کے عنوان سے مضمون لکھا اور اس میں انھوں

نے مرزا غلام احمد اور مرزا محمود کی تحریروں سے ثابت کیا ہے کہ مرزائی مسلمانوں سے الگ ایک فرقہ ہے اور خود مرزا غلام احمد اور ان کے خلفاء کی تعلیمات اور ان کے طرز عمل کی بنا پر مرزائی اس بات کے سزاوار ہیں کہ انہیں مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دیا جائے۔ [سید داؤبی، صفحہ:387]

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار مثالی ہے۔ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"1952ء کے آخر میں تحریک تحفظ ختم نبوت شروع ہوئی، جس میں تمام دینی ومذہبی جماعتوں کے علماء وزعماء نے حصہ لیا۔ ان جماعتوں کے متحدہ محاذ نے تحریک کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے مجلس عمل قائم کی تھی، جس کا ناظم اعلیٰ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو بنایا گیا۔ جب حکومت نے اس کے رہنماؤں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا تو تحقیقات کے لیے ایک عدالت مقرر کی جو جسٹس محمد منیر اور جسٹس ایم آر کیانی پر مشتمل تھی۔ سب جماعتوں کے الگ الگ وکیل تھے جو تحقیقاتی عدالت کے سامنے اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کرتے تھے۔ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے جناب حسین شہید سہروردی کو وکیل مقرر کیا۔ مولانا ان کو مسئلے کے ضروری نکات سمجھاتے اور تیاری کراتے تھے، لیکن مسئلہ زیر بحث میں جگہ جگہ کچھ ایسی فنی پیچیدگیاں تھیں اور اس کی نوعیت وضاحت میں ایسے علمی واصطلاحی الجھاؤ تھے کہ سہروردی صاحب وکالت سے معذرت چاہنے پر مجبور ہو گئے اور وکالت ونمائندگی کا سارا بوجھ مولانا پر آن پڑا۔

اس کیس میں مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جسٹس منیر کے سوالوں کے جواب اس

طرح حاضر جوابی سے دیے تو ان کو مزید سوال کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔
جسٹس کیانی جواب تک خاموش بیٹھے تھے اور سب کچھ سن رہے تھے، مخاطب
ہوئے اور کہا: مولانا اگر میرے بس میں ہوتا تو میں آپ کو وکالت کا لائسنس
دے دیتا۔ میں آپ کی بحث اور آپ کے دلائل سے بہت متاثر اور مستفید
ہوتا ہوں۔'' [نقوش عظمت رفتہ، صفحہ:58,57,56]

مولانا سید داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ 1895ء کو پیدا ہوئے اور 16 دسمبر 1963ء کو لاہور میں وفات پائی۔ حق مغفرت کرے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ فقید المثال عالم دین تھے، انھوں نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس اور عمل بالحدیث کے فروغ میں عمر کھپا دی۔ آپ قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پہلے ناظم اعلیٰ اور پھر امیر رہے۔ مختلف ملکی وملی تحریکوں میں آپ نے سرگرمی سے حصہ لیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف بھی آپ کی خدمات لائق تحسین ہے۔ آپ نے تحریر اور تقریر سے مرزائیت کا رد کیا اور 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں قید وبند کی سعادت حاصل کی۔

مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں اسلامی نظام کے مطالبہ کے سلسلہ
میں ہر قدم پر مولانا داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جماعت اہل حدیث کی
بہترین نمائندگی فرماتے رہے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے دور میں
مجلس عمل میں ہم تینوں جماعت اہل حدیث کے نمائندے رہے۔ مولانا محمد
داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ اور راقم الحروف لیکن اس سلسلہ

میں قید و بند کا شرف صرف مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں آیا۔'' [ہفت روزہ الاعتصام یکم مارچ 1968ء جلد نمبر: 19، شمارہ نمبر: 31]

فتنہ مرزائیت کے خلاف مولانا کا مضمون ''مرزا غلام احمد معمولی اخلاق کی روشنی میں'' اپنے مندرجات کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے مولانا ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فسانہ قادیاں پر بڑا جامع اور مفید مقدمہ تحریر فرمایا تھا۔ جس میں مرزائیوں کے پانچ اصول بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

① ...... انگریزی حکومت کی خدمت جس طرح ممکن ہو۔

② ...... آزادی پسند افراد اور جماعتوں کی مقدور بھر مخالفت۔

③ ...... فریضہ جہاد کی مخالفت تاکہ ملی زندگی کا خاتمہ ہو۔

④ ...... بیرونی ممالک میں تبلیغی مشن بھیجنا تاکہ انگریز کی جاسوسی کی خدمت انجام دیں اور اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کریں۔

⑤ ...... مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے رہنا تاکہ قوت باہم صرف ہوتی رہے اور انگریز آرام سے حکومت کریں۔

مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ 1897ء کو پیدا ہوئے اور 20 فروری 1968ء کو گوجرانوالہ میں وفات پائی۔

حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ تحریک سیدین شہدین کے سرگرم مجاہد اور اہل حدیث عالم دین تھے۔ انھوں نے انگریز کے دورِ حکومت میں 18 سال کالے پانی کی سزا کاٹی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں بھی آپ نے بہت عمدہ لکھا اور اس کی 'مسیحیت ومعدویت'' کی حقیقت کو خوب آشکار کیا۔ مرزائیت کے خلاف ان کی کتاب ''تائید آسمانی

دررد نشان آسمانی'' بہت عمدہ ہے۔

مولانا تھانیسری رحمہ اللہ نے 1905ء میں وفات پائی۔

حضرت مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اصلاً گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے، وہ 1908ء میں پیدا ہوئے، علوم دینیہ کی تحصیل شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے کی۔ پھر ندوۃ العلماء لکھنو گئے اور وہاں تفسیر القرآن پڑھ کر اس میں تخصص کیا۔ 28,27 سال کی عمر میں قرآن وحدیث کے علوم میں رسوخ حاصل کر چکے تھے۔ نہایت ذکی وفطین تھے۔ 1935ء میں انھوں نے ''سراج البیان'' کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی جو پانچ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ مولانا ندوی صاحب نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ 1949ء میں گوجرانوالہ سے ہفت روزہ الاعتصام کا اجراء ہوا تو اس کے ایڈیٹر بنائے گئے۔ پھر آپ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے منسلک ہو گئے اور عمر وہیں تصنیف وتالیف میں گزار دی۔ مولانا ندوی صاحب منکرین حدیث اور قادیانیوں کے بارے میں کسی رعایت کے قائل نہ تھے اور وہ ان کو آڑے ہاتھوں لیتے تھے۔ 1950ء کے پس وپیش ندوی صاحب نے الاعتصام میں قادیانیوں کے بارے میں اچھوتے انداز میں مضامین لکھ کر قادیانیت کی تردید کی۔ مولانا ندوی صاحب قیام پاکستان کے بعد پہلے عالم دین ہیں جنھوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی بات کی تھی۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

> ''ہماری رائے میں خود قادیانیوں کو اس بات پر اصرار نہیں کرنا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی ایک شاخ ہیں، کیونکہ وہ خود ایسا نہیں سمجھتے۔ یہی سبب ہے کہ وہ دیانت داری سے عام مسلمانوں کے ساتھ رشتہ داری کو ممنوع گردانتے ہیں،

ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور ان کے جنازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ لہٰذا خود ان کے لیے یہی مناسب ہے کہ یہ ایک قوم کی حیثیت سے پاکستان میں رہیں۔ اقلیت کی یہ رعایت بھی ان کے بس ایک ناگزیر رعایت ہے جو حالات کی مجبوریوں سے دی گئی ہے۔ ورنہ خالص اسلامی طرز عمل تو وہی ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے مقابلہ میں اختیار کیا۔ یہاں کی ریاست چونکہ مشترکہ جدوجہد کے اصول پر منصۂ شہود پر آئی ہے، اس لیے قانون مجبور ہے کہ انہیں شہریت کے تمام حقوق بخشے اور ان کی حفاظت کرے۔''

[مرزائیت نئے زاویوں سے، صفحہ: 144]

مولانا ندوی صاحب نے الاعتصام میں مرزائیت کے بارے میں جو مضامین لکھے تھے وہ بعد میں ''مرزائیت نئے زایوں سے'' کے نام کتابی صورت میں طبع ہو گئے تھے۔ اور اس کا نقش ثانی 2001ء میں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ کے مقدمے کے ساتھ طارق اکیڈمی فیصل آباد نے شائع کیا تھا۔ جس کا حوالہ ہم نے سطور بالا میں دیا ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے 79 سال کی عمر 12 جولائی 1987ء کو لاہور میں وفات پائی۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ سادی وضع کے رفیع المرتبت اہل حدیث عالم دین تھے۔ جدید فتنوں اور نئی گمراہیوں سے سخت متنفر اور ان کے خلاف ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف بھی آپ کی خدمات تاریخ کا اہم حصہ ہے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں عملی طور پر بنفس نفیس آپ شریک رہے۔ اس دور میں علمائے اسلام کی قائم شدہ مجلس عمل کے رکن اور جماعت اہل حدیث کے نمائندہ تھے۔

اس کے علاوہ آپ کئی سال تک ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے مدیر مسئول رہے۔ اس میں قادیانیت کے خلاف شائع ہونے والے مضامین آپ کی نگرانی میں اشاعت پذیر ہوئے۔ مولانا عطاء اللہ صاحب نے اپنے قائم کردہ مکتبہ سلفیہ کی طرف سے مرزائیت کی تردید میں کئی مفید کتابیں بھی شائع کیں۔ بالخصوص مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ''تاریخ مرزا'' مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تائید آسمانی'' اور مولانا عبداللہ معمار رحمۃ اللہ علیہ کی ''محمدیہ پاکٹ بک'' ان کتب کے علاوہ انھوں نے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتب کردہ ہندوستان بھر کے علماء کا مرزا کے خلاف ''اولین فتویٰ تکفیر بھی'' اہتمام سے شائع کیا۔

مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ نے 80 سال کی عمر میں 3 اکتوبر 1987ء کو لاہور میں وفات پائی۔

سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل حدیث کے بلند پایہ عالم دین اور مناظر اسلام تھے۔ ان کی زندگی مختلف مذاہب وادیان سے بحث ومناظرے کرتے گزری۔ وہ اپنے چچا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اور برادر کبیر مولانا حافظ اسماعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ میدان مناظرہ اور خطابت کے شہسوار تھے۔ دیگر مذاہب باطلہ کے علاوہ آپ نے قادیانیوں سے بھی کئی کامیاب مناظرے اور بحثیں کیں۔ عرصہ دراز تک آپ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور کے مدیر مسئول رہے۔ اور مرزائیت کی تردید میں حافظ صاحب نے کئی ایک مضامین لکھے اور ان میں مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے بھرپور طریقے سے مرزائیت کی نکیر کی۔ تحریک ختم نبوت 1953ء اور 1974ء میں آپ اس تحریک کے صف اول کے قائدین میں تھے۔ ختم

نبوت کے سلسلے میں انعقاد پذیر متحدہ کانفرنسوں، جلسوں اور جلوسوں میں حافظ صاحب اپنی خطابت سے خوب سماں باندھتے تھے۔ اور ختم نبوت پر آپ کا وعظ بڑا مؤثر ہوتا تھا۔ بلاشبہ آپ قیام پاکستان سے پہلے بھی اور قیام پاکستان کے بعد بھی تادم آخریں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سرگرم رہے اور بے مثال خدمات سرانجام دیں۔

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے 81 سال کی عمر میں 9 دسمبر 1999ء کو لاہور میں وفات پائی۔

مولانا نور حسین گرجاکھی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نور حسین گرجاکھی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے معروف اہل حدیث عالم دین تھے۔ تقریر وتحریر اور مناظرہ جیسی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ سینکڑوں عیسائی، شیعہ اور قادیانی ان کی تقریریں اور تحریریں پڑھ کر راہِ راست پر آئے۔ قادیانیت کی مخالفت میں آپ بے حد دلچسپی رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے قادیانیوں سے کئی کامیاب مناظرے کیے۔ تصنیف وتالیف میں بھی ان کو دلچسپی تھی اُردو میں انھوں نے ''ختم نبوت'' کے نام سے رسالہ تصنیف فرمایا۔ آپ پنجابی زبان کے بہت اچھے شاعر تھے، ان کی ایک نظم ''مرزے دا تُرل منارہ'' بہت مشہور ہے۔

مولانا نور حسین 1311 ہجری میں پیدا ہوئے اور انھوں نے 18 دسمبر 1951ء کو گوجرانوالہ میں وفات پائی۔

مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل میں یگانہ روزگار تھے۔ درس وتدریس، فقہ وفتاویٰ اور علوم حدیث میں ان کو درک حاصل تھا۔ مسائل کی تحقیق میں

ان کو ملکہ تھا، باطل فرقوں کی تردید میں زبان وقلم سے کام کیا۔ قادیانیوں کے خلاف بھی آپ نے اپنے اخبار ''تنظیم اہل حدیث'' میں زور دار مضامین لکھے۔ اس کے علاوہ ''مرزائیت اور اسلام'' کے نام سے ان کی ایک بڑی عمدہ کتاب ہے جو 1954ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت اور لفظ ''خاتم النبیین'' کے معانی پر بحث کی گئی ہے اور آخر میں مسلمان اور مرتد کی تعریف اور راعی ورعیت کے متعلقہ چند مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

حافظ عبداللہ صاحب 1304ء ہجری کو پیدا ہوئے اور 20 اگست 1964ء کو لاہور میں وفات پائی۔

حضرت مولانا احمد دین گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد دین گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل حدیث کے اونچے مقام ومرتبے کے حامل عالم دین اور مناظر تھے۔ عیسائیت اور مرزائیت کا رد زندگی بھر ان کا مشن رہا۔
جناب اختر راہی صاحب لکھتے ہیں:

> ''مولانا احمد دین اپنے ذوق کے اعتبار سے بلند پایہ مقرر اور مناظر تھے، انھوں نے اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر دیوبندی اور بریلوی حضرات سے مناظرے بھی کیے ہیں، لیکن ان کا اصل ہدف قادیانی اور عیسائی مناظر تھے۔'' [تذکرہ علمائے پنجاب جلد اول، صفحہ: 91]

مولانا مرحوم کی ایک کتاب ''فضائل سید المرسلین'' ہے۔ مرزائیوں کے خلاف آپ نے متعدد مضامین لکھے جو مختلف رسائل میں اشاعت پذیر ہوئے تھے۔ ان کا ایک مضمون ''حیات مسیح'' کے عنوان سے ''صحیفہ اہل حدیث'' کراچی میں شائع ہوا تھا۔ اس میں آپ نے قرآنی آیات کی روشنی میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کیا ہے۔

مولانا احمد دین مرحوم نے 75 سال کی عمر میں 14 جون 1973ء کو وفات پائی۔

حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تبحر علمی کے باعث اپنے دور کے امام تھے۔ آپ نے تعلیم وتدریس میں عمر گزار دی اور 70 سال صحیح بخاری شریف کا درس دیا اور سینکڑوں طلباء وعلماء کو اپنے علم سے مستفید فرمایا۔ آپ استاذ الاساتذہ تھے۔ تصنیف وتالیف سے بھی آپ کو شغف تھا۔ آپ نے چھوٹی بڑی کئی علمی کتب تصنیف کیں۔ ان کی ایک کتاب ''ختم نبوت'' کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت کو عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔

حافظ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 90 سال کی عمر میں 4 جون 1985ء کو گوجرانوالہ میں وفات پائی۔

حضرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ ایک علمی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ اسلامی علوم وفنون کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے تھے۔ بہ یک وقت آپ خطیب، مقرر، دانشور، صحافی، نقاد، مصنف، مناظر اور طبیب تھے۔ مختلف موضوعات پر انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ فتنہ قادیانیت کا استیصال ان کا خاص موضوع تھا۔ انھوں نے اپنے اخبار ''مسلمان'' اور ''اہل حدیث'' میں قادیانیت کے خلاف بہت سے مقالات ومضامین لکھے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر ان کی ایک کتاب ''داستان مرزا'' بھی ہے۔ اس کتاب میں دلچسپ اسلوب میں قادیانی عقائد پر بحث کی گئی ہے۔

مولانا عبدالمجید خادم نے 59 سال کی عمر میں 6 نومبر 1959ء کو سوہدرہ میں وفات پائی۔

حضرت مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد رفیق خان پسروری رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل حدیث کے معروف مصنف، خطیب

اور مناظر تھے۔ انھوں نے مختلف مسائل پر تیس کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ قادیانیوں سے بھی آپ کی نوک جھونک رہتی تھی اور آپ نے ان سے کئی کامیاب مناظرے اور مباحثے کیے۔ تحریری طور پر آپ نے دو کتب تصنیف کیں۔ ایک کا نام ''ختم نبوت'' اور دوسری کتاب ''اربعین'' کے نام سے ہے۔ مولانا پسروری مرحوم نے ''ختم نبوت'' میں لکھا ہے کہ:

''جو شخص اس کتاب میں قادیانی کتب کے درج شدہ حوالوں کو غلط ثابت کرے گا اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔''

آج تک کوئی مرزائی بھی ان حوالوں کو غلط ثابت کر کے انعام حاصل نہ کر سکا۔

جب کہ ''اربعین'' نامی کتاب میں عقیدہ ختم نبوت سے متعلق چالیس احادیث رسول اللہ ﷺ کو بیان کیا گیا ہے۔ دونوں کتابیں اپنے موضوع پر بہت عمدہ ہیں۔

مولانا محمد رفیق خاں پسروری نے 55 سال کی عمر میں 23 فروری 1977ء کو پسرور میں وفات پائی۔

ان کی اولاد میں رانا محمد شفیق خاں پسروری مذہبی اور سیاسی میدان میں بڑا مقام رکھتے ہیں انھوں نے بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیت کے رد میں کئی علمی و تحقیقی مقالات لکھے ہیں جو شائع شدہ ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی قد آور شخصیت تھے۔ وطن عزیز کے مذہبی اور سیاسی حلقوں میں انہیں قدر و منزلت کا مقام حاصل تھا۔ ادیان باطلہ کے بارے میں ان کی معلومات کا دائرہ بڑا وسیع تھا اور اس بارے میں انھوں نے تقریر کے علاوہ تحریری طور پر بھی بڑی خدمات سرانجام دی۔ علامہ شہید زمانہ طالب علمی سے ہی

قادیانیت کے خلاف سینہ سپر ہو گئے تھے۔ ایک بار وہ مرزائی مربی سے بحث ومناظرہ کے لیے ربوہ پہنچ گئے اور مقابل کو ناکوں چنے چبوا دیے تھے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سعودی عرب میں دورانِ تعلیم آپ نے اپنے عرب اساتذہ کی موجودگی میں قادیانیت پر بڑے علمی لیکچرز دیے جو بعد میں ایک مستقل کتاب کی صورت میں ''القادیانیت'' کے نام سے شائع ہوئے۔ اس کتاب کا بعد میں انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوا جسے عالم اسلام میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔

1968ء میں آپ ہفت روزہ الاعتصام کے مدیر بنائے گئے، آپ نے اپنے دور ادارت میں قادیانیت کے متعلق بڑے معرکے کے مضامین لکھے اور ان میں مرزائیوں کو ان کی کتابوں سے حوالے دے کر آئینہ دکھایا اور قادیانی رسائل کے ایڈیٹروں کے منہ بند کر دیے۔ علامہ شہید نے اپنے ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور اور ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کی ادارت کے ابتدائی دور میں بھی قادیانیت کی تردید میں بھرپور مضامین لکھ کر مرزائیوں کی بولتی بند کر دی تھی۔ بعد میں علامہ شہید کے یہ مضامین ''مرزائیت اور اسلام'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔

تحریک ختم نبوت 1974ء میں بھی علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ انھوں نے اس تحریک میں عملی طور پر حصہ لیا اور تحریر وتقریر سے مرزائیت کی تردید کی۔

علامہ شہید کے دلائل اس قدر ٹھوس ہیں کہ ان کی کتابیں پڑھ کر بہت سے لوگ راہ راست پر آئے ہیں۔ چند ہفتے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا پڑپوتا ''عبدالرحمٰن نومسلم'' مشرب بہ اسلام ہوا ہے۔ روزنامہ نوائے وقت کی خبر کے مطابق اس نے برملا اعتراف کیا ہے کہ وہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پڑھ کر قادیانیت سے تائب ہوا اور

اسے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ 31 مئی 1940ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، گوجرانوالہ کے اہل حدیث مدارس سے دینی تعلیم حاصل کی، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے بھی سند فراغت حاصل کی۔ آپ 23 مارچ 1987ء میں قلعہ پچھمن سنگھ لاہور میں دوران تقریر بم پھٹنے سے زخمی ہوئے اور 30 مارچ کو ریاض میں شہادت پائی اور مدینہ منورہ میں بقیع الغرقد کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ تحریک ختم نبوت کے اس عظیم مجاہد کے جنت میں درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ قادیانیت کی تردید اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کو زندگی بھر حرز جان بنائے رکھا۔ اس میدان میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔ آپ نے مرزائیوں سے مناظرے ومباحثے بھی کیے اور کتابیں بھی لکھیں اور عملی طور پر تحریک ختم نبوت 1953ء اور 1974ء میں سرگرم عمل رہے۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں منیر انکوائری کمیٹی میں بیان دینے کے لیے مولانا محمد داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں جو مجلس قائم ہوئی تھی اس میں حافظ ابراہیم صاحب نے بھی کام کیا۔

مولانا محمد یوسف انور صاحب لکھتے ہیں کہ:

''1953ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پمفلٹ ''قادیانی مسئلہ'' لکھ کر ملک بھر میں تقسیم کر دیا اس میں بھی مرزا کے الہاموں اور دعاوں کے حوالے دوسری کتابوں سے دیکھ کر نقل کر دیے گئے۔ اسی بنا پر مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کو مارشال لاء عدالت سے سزائے موت سنائی

گئی تھی جب معاملہ انکوائری کمیشن کے سامنے آیا تو عدالت نے اصل کتابوں کے حوالے طلب کیے، چنانچہ حافظ ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے باحوالہ کتب مولانا سید محمد داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو فراہم کیں اور مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جو مقدمہ کی پیروی ایک ماہر وکیل سے بھی بڑھ کر کر رہے تھے، جب آپ نے عدالت میں مرزا کی تحریریں پیش کیں تو مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی سزا عمر قید میں تبدیل کر کے چند ماہ بعد رہا کر دیا گیا۔

(اسی طرح 1974ء کی تحریک کے دوران) قومی اسمبلی کے ممبران میں سے مولانا مفتی محمود اور مولانا شاہ احمد نورانی خاص طور پر گفتگو میں پیش پیش تھے۔ جنہیں راولپنڈی میں اہل حدیث علماء حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح رحمۃ اللہ علیہ تیاری کرواتے اور مرزا قادیانی کی اصل تصانیف انہیں مہیا کرتے۔ یہ کتابیں اگلے روز فاضل ممبران اسمبلی حوالہ کے ساتھ اسمبلی میں دکھاتے، ایک دن مفتی محمود نے مرزا ناصر احمد کو مخاطب کر کے کہا کہ قادیان میں مرزا غلام احمد کے سامنے ایک شاعر نے ان کی تعریف کرتے ہوئے یہاں تک کہا نعوذ باللہ ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
پہلے سے بھی بڑھ کر اپنی شان میں

مرزا ناصر نے اسے کذب بیانی اور جھوٹ قرار دیا اور حوالہ طلب کیا۔ مفتی صاحب کے پاس کوئی حوالہ نہ تھا، ایک دو روز میں حوالہ دکھانے کا وعدہ کیا۔ اس حوالے کے لیے سوائے حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی بھی مکتب فکر کے عالم دین یا لیڈر کے پاس اصل رسالہ نہ تھا۔ پاک و ہند کی تقسیم

سے پہلے قادیان سے ہفت روزہ ''البدر'' شائع ہوتا تھا جس کے صفحہ اول پر یہ قصیدہ شائع ہوا تھا۔ یہ مفتی صاحب کو دیا گیا اور انھوں نے اسمبلی میں اسے پڑھ کر سنایا جس پر مرزا ناصر اور ان کی ذرّیت کو بڑی ذلت اٹھانا پڑی۔''

[ماہنامہ ترجمان الحدیث ختم نبوت نمبر اکتوبر 2008]

حافظ کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے مرزائیت کے ردّ میں تین کتب احاطہ تحریر میں آئیں ان کے نام یہ ہیں: ① مرزائے قادیان کے دس جھوٹ مع جواب الجواب ② فسانہ قادیان ③ ثناء اللہ اور مرزا۔

حافظ ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے 19 جون 1989ء کو وفات پائی۔

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل حدیث کے بلند پایہ خطیب اور عالم دین تھے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں پورے پنجاب بالخصوص شیخوپورہ میں ولولہ انگیز خطابات نے جہاں لوگوں کو جرأت وحوصلہ دیا وہاں شیخ القرآن نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ عقیدہ ختم نبوت کو بیان کرنے اور قادیانیت کی تردید کے جرم میں ان کی جائیداد کی ضبطی کے آڈر جاری کیے گئے، ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ہراساں کیا گیا اور ان کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ اس کے باوجود آپ نے استقامت دکھائی اور سختی سے اپنے موقف پر عمل پیرا رہے۔ اور میانوالی جیل میں آپ نے آٹھ مہینے چار دن کاٹے اور ناموس رسالت پر خود کو مصائب میں مبتلا کرنے کی پرواہ نہ کی۔ 1974ء میں بھی آپ نے تحریک ختم نبوت میں اکابرین کے شانہ بشانہ مل کر کام کیا اور ان کی مساعی سے آخر مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔

مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ نے 6 اگست 2005ء کو شیخوپورہ میں وفات پائی اور

اسی دھرتی میں آسودہ خاک ہوئے۔

بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری حفظہ اللہ

بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری حفظہ اللہ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور تحریک ختم نبوت کے پرانے خادم ہیں۔ 1935ء سے آپ اپنی تقریروں اور تحریروں میں قادیانیت کا رد کر رہے ہیں، تقسیم ملک سے پہلے اور بعد آپ نے بھرپور طریقے سے فتنہ مرزائیت کی تردید میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بورے والا ضلع وہاڑی سے ختم نبوت کے پروانوں کا جو پہلا قافلہ کراچی روانہ ہوا، اس میں بحیثیت قائد قافلہ آپ نے شرکت کی اور ایک ماہ کراچی جیل میں قید رہے۔ 1955ء میں خانیوال میں قادیانیت کے خلاف ایک تقریر کی اور گرفتار کر لیے گئے اس بار آپ ایک ماہ تین دن ملتان ڈسٹرکٹ جیل میں قید رہے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے بورے والا میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ اور ختم نبوت کے موضوع پر تقریریں اور خطابات سے جلسوں کی رونق کو دوبالا کرتے رہے۔ آپ کا تحریک ختم نبوت سے کوئی پون صدی پرانا تعلق ہے اس وقت آپ اس تحریک کے معمر ترین رکن ہیں، ان کے کئی مضامین عقیدہ ختم نبوت کی حمایت، علمائے اہل حدیث کی خدمات اور قادیانیت کی تردید میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ بورے والا کی مرکزی جامع مسجد اہل حدیث کے خطیب وامام ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی حفظہ اللہ جماعت اہل حدیث کے معروف صاحب علم ہیں۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ جواں عمر تھے اور جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں زیر تعلیم تھے، اس تحریک میں آپ نے اپنی تقریروں سے مرزائیت کا خوب ردّ کیا اور آخر

گرفتار کر لیے گئے۔ 1974ء کی تحریک میں بھی آپ نے بھرپور طریقے سے اس تحریک میں حصہ لیا، اور قادیانیوں کا بائیکاٹ کروانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کے گاؤں چک 536 ستیانہ کے اکثر لوگ اس تحریک میں گرفتار کر لیے گئے تھے اور انہیں فیصل آباد جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔

علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید احسان اللہ شاہ راشدی کے بڑے فرزند تھے۔ تفسیر، حدیث اور عقائد پر انھوں نے ساٹھ سے اوپر کتب لکھیں۔ ردّ قادیانیت پر آپ نے ''القواطع الرحمانية لافتراء الفرقة القاديانية'' کے نام سے بڑی عمدہ کتاب لکھی۔

آپ 12 اکتوبر 1921ء کو پیدا ہوئے اور 21 جنوری 1995ء کو نیو سعید آباد حیدر آباد میں وفات پائی۔

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ ، راشدی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اسلامی علوم وفنون میں یگانہ روزگار تھے۔ وعظ وتقریر اور تصنیف وتالیف کا ذوق ورثہ میں ملا تھا، تدریس وتعلیم سے بھی شغف تھا، انھوں نے عربی اردو اور سندھی زبان میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ کتب تصنیف کیں، تفسیر قرآن میں بھی مہارت تھی، ''بدیع التفاسیر'' کے نام سے قرآنِ مجید کی تفسیر لکھ رہے تھے جو مکمل نہ ہو سکی، ان کے کئی فتاویٰ جات بھی ہیں، قادیانیوں کے بارے میں آپ نے ایک کتاب ''قادیانی اور جھنڈائی خاندان بينهما برزخ لا يبغيان'' لکھی۔

تقریر وخطابت کے میدان میں بھی آپ نے قادیانیوں کے خلاف خوب کام کیا، ہر سال سندھ کے شہر ٹنھری میں ''عظمت ختم نبوت'' کے موضوع پر سالانہ کانفرنس ہوا کرتی

تھی اور اس کی صدارت حضرت پیر بدیع الدین صاحب فرماتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب 10 جولائی 1925ء کو پیدا ہوئے اور 8 جنوری 1996ء کو کراچی میں وفات پائی اور نیو سعید آباد میں مدفون ہوئے۔

مولانا دین محمد وفائی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا دین محمد وفائی کا شمار سندھ کے مشاہیر اہل قلم میں ہوتا ہے، انھوں نے تاریخ اور دینیات پر کئی کتابیں لکھیں، اپنے ذاتی اخبار ''توحید'' میں قادیانیت کی تردید میں کئی مضامین لکھے اس کے علاوہ ''الختم علی فم الخصم'' کے نام سے ایک کتاب بھی مرتب کی، اس میں قادیانی مذہب کے عقائد کا خوب ردّ کیا اور لفظ ''خاتم'' کی بہت عمدہ لغوی واصطلاحی بحث بھی کی ہے۔

مولانا دین محمد وفائی رحمۃ اللہ علیہ نے 1950ء میں اپنے آبائی شہر میں وفات پائی۔

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ادیان باطلہ پر مطالعہ اور معلومات بڑی وسیع تھیں انھوں نے قادیانیت کے خلاف تحریری وتقریری کام بہت عمدگی سے کیا۔ مختلف رسائل وجرائد میں ان کے مضامین اشاعت پذیر ہوتے رہے۔ ''قادیانیت 1974ء سے 1984ء تک ایک جائزہ'' ان کی اس سلسلے کی معروف تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی بطش قدیر اور مباحثہ سرگودھا پر بڑے علمی ومعلوماتی مقدمات تحریر فرمائے ہیں، یہ دونوں کتب چند سال پہلے مکتبہ ناصریہ فیصل آباد کی طرف سے شائع ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر سبطین رحمۃ اللہ علیہ 1933ء کو لکھنو میں پیدا ہوئے اور چند سال پہلے سندھ میں وفات پائی۔

حضرت مولانا محمد یوسف انور صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب حفظہ اللہ جماعت اہل حدیث کے ان عالی قدر علماء میں سے ہیں جنھوں نے قیام پاکستان کے بعد چلنے والی مختلف دینی وسیاسی تحریکوں میں بنفس نفیس حصہ لیا ہے اور ملک وملت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے ایک جلسے میں مولانا محمد علی صمصام رحمۃ اللہ علیہ کی قادیانیوں کے بارے میں ایک نظم پڑھی اور گرفتار کر لیے گئے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''اس تحریک کے دوران فیصل آباد میں شہر کی مرکزی جامع مسجد کچہری بازار میں ایک بڑے جلسے کے بعد مولانا محمد صدیق، مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا علی محمد صمصام، مولانا ابراہیم خادم تاندلیانوالہ، میرے والد مرحوم حاجی عبدالرحمٰن پٹوی رحمۃ اللہ علیہ اور خود مجھے بھی صغر سنی کے باوجود گرفتار کر لیا گیا۔''

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ فیصل آباد میں تحریک کے سیکرٹری جنرل تھے اور آپ نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دی تھیں اور اکابرین کے ساتھ مل کر خوب کام کیا، تقریروں کے علاوہ آپ نے مرزائیت کے خلاف اور عقیدہ ختم نبوت کی حمایت میں زور دار تحریریں بھی لکھیں۔ آپ 1974ء سے 1984ء تک ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے، آپ کی تحریری وتقریری اور عملی جدوجہد قابل تحسین ہیں۔

مولانا اس وقت عالم پیری میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت وسلامتی سے رکھے، آمین۔

مولانا امام عبدالغفار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالغفار سلفی رحمۃ اللہ علیہ جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے سابق امیر، مولانا امام عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی اور مولانا امام عبدالوہاب

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ آپ خوش الحان خطیب اور بلند پایہ مقرر تھے، 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے کراچی سے اپنی جماعت کی نمائندگی کی تھی اور کراچی میں انعقاد پذیر تحریک ختم نبوت کے جلسوں اور جلوسوں میں عقیدہ ختم نبوت پر بڑی مؤثر اور ایمان افروز تقریریں کر کے قادیانیت کا رد کیا تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے اس دور میں اپنے مکتبہ ''دینیات'' جسے بعد میں ''مکتبہ شعیب'' کے نام سے موسوم کر دیا گیا تھا، فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بڑے 80 رسائل کو شائع کیا تھا۔ ان میں مرزائیت کے خلاف بھی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام رسائل تھے۔ یہ بہت بڑی خدمت تھی جو انھوں نے سرانجام دی اور اس طرح قادیانیت کے خلاف کتابیں شائع کر کے تحریک ختم نبوت میں اپنا حصہ ڈالا۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی مولانا عبدالغفار سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جماعت کی طرف سے بحیثیت امیر نمائندگی کی اور نیک نام ہوئے۔ مولانا عبدالغفار سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے 49 سال کی عمر میں 20 اکتوبر 1977ء کو کراچی میں وفات پائی۔

مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حافظ محمد ثانی کے نام سے معروف تھے، والد کا نام شہسوار تھا، نہایت ذہین تھے، صرف چھ ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ سیالکوٹ، لاہور اور امرتسر میں علم حاصل کیا اور حدیث کی سند شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ میں مصروف رہے، تصنیف وترجمہ کا بھی ذوق رکھتے تھے، اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ صحیح بخاری شریف مع فتح الباری کا مکمل اُردو ترجمہ ''فیض الباری'' کے نام سے کیا جو حال ہی 10 جلدوں میں مکمل کمپوزنگ کے ساتھ مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی اُردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ آپ نے دیگر علمی کاموں کے

علاوہ ردّ قادیانیت میں بھی گراں قدر کام کیا ہے، ان کی ایک کتاب ''بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی'' (مع سیاپا) پانچ ہزار پنجابی اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے اشعار کا نصف ہمارے بزرگ دوست ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' کی جلد نمبر: 9 میں شامل کر دیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

مولانا ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے 8 محرم الحرام (1907ء) کو سیالکوٹ میں وفات پائی۔

مولانا خدا بخش واعظ محمدی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ابو اسماعیل خدا بخش واعظ اپنے دور کے اچھے خطیب، حاضر جواب مناظر اور پنجابی زبان کے بہت اچھے شاعر تھے۔ آپ موضع مندراں والا تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اور حافظ محمد لکھوی سے حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ آپ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ انھوں نے کئی مناظرے کیے اور کئی کتابیں تصنیف کیں، فتنہ قادیانیت کے خلاف آپ شروع میں ہی سر گرم ہو گئے تھے اور تحریری وتقریری طور پر آپ نے مرزائیت کا خوب پوسٹ مارٹم کیا، اس اعتبار سے آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف شروع ہونے والی تحریک ختم نبوت کے اولین کارکنوں سے ہیں۔

فتنہ قادیانیت کی تردید میں آپ کی دو کتب کے بارے میں معلوم ہوا ہے: ① سیف برہانی برگردن دجال قادیانی مع تحفہ نصاری ② فصل الخطاب الردّ لمسیح الکذاب۔ یہ کتاب پنجابی اشعار پر مشتمل ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جماعت اہل حدیث کے بلند پایہ محقق، مصنف اور مناظر تھے۔ انھوں نے

حیات مسیح اور علمائے اہل حدیث کی تحریک ختم نبوت میں خدمات پر رسائل وجرائد میں متعدد مضامین لکھے۔ ان کی اس سلسلے کی ایک کتاب ''مطرقۃ الحدید'' کے نام سے ہے۔

آپ ''تحریک ختم نبوت العالمی اہل حدیث'' کے پہلے امیر تھے۔ انھوں نے قادیانیوں سے کئی مناظرے اور بحثیں بھی کیں، بلاشبہ مرزائیت کے بارے میں ان کی معلومات بڑی وسیع تھیں۔

مولانا یحییٰ صاحب نے 26 جنوری 2009ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پائی اور گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں مدفون ہوئے۔

مولانا محمد ابراہیم خادم رحمۃ اللہ علیہ تاندلیانوالہ

حضرت مولانا محمد ابراہیم خادم رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل حدیث کے شعلہ بیان خطیب اور پر جوش پنجابی شاعر تھے۔ مسلک اہل حدیث پر ان کی لکھی ہوئی نظمیں آج بھی حاضرین جلسہ میں نیا جوش وولولہ پیدا کر دیتی ہیں۔ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں آپ نے بڑا کام کیا۔ مرزائیت کی تردید میں آپ کی بہت سی نظمیں ہیں۔ ان کے مجموعہ ''گلدستہ خادم'' میں موجود بعض نظمیں یہ ہیں: (1) مرزے دی بول گئی ککڑوں کوں (2) جھوٹے نبیاں دا فتور (3) کھینچواں نبی (4) مرزائیت دا بستہ (5) جھوٹے نبی دی خرابی (6) نکماں نبی (7) عقیدے دا مسئلہ۔

مولانا خادم مرحوم نے 12 جولائی 1967ء کو دریائے راوی میں طغیانی آنے سے کشتی ڈوبنے کے حادثے میں شہادت پائی۔

مولانا علی محمد صمصام رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا علی محمد صمصام رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے لحن داودی سے نوازا تھا۔ ان کا دل حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھا۔ وہ جب محبت وعقیدت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان

کرتے تو سماں باندھ دیتے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں وہ اپنی پرجوش نظموں سے جلسوں کی رونق کو دوبالا کرتے رہے، مرزائیت کی تردید اور عقیدہ ختم نبوت کی تائید میں ان کی متعدد نظمیں ان کے مجموعہ کلام میں موجود ہیں۔ مولانا محمد یوسف انور صاحب ﷾ کی روایت کے مطابق 1953ء کی تحریک میں مولانا صمصام رحمۃ اللہ علیہ کو قادیانیت کے خلاف نظمیں پڑھنے اور تقریر کرنے کے جرم میں گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی انھوں نے عزم و ہمت سے حصہ لیا اور دیگر علماء کے شانہ بشانہ اس تحریک میں اپنا حصہ ڈالا۔

مولانا علی محمد صمصام رحمۃ اللہ علیہ نے 1978ء میں وفات پائی اور فیصل آباد کے علاقے میں آسودہ لحد ہوئے۔

مولانا عبدالصمد عینو آنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ تاندلہ منڈی کے نواحی گاؤں عینو آنہ کے رہنے والے تھے۔ پنجابی زبان کے بہت عمدہ شاعر تھے۔ نبی سے سچی محبت رکھتے تھے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں انھوں نے اپنے علاقے میں خوب کام کیا اور اپنی نظموں کے ذریعے فتنہ قادیانی کی خوب سرکوبی کی۔ ان کی ایک مشہور نظم کے الفاظ یہ ہیں:

لکھ لعنت انہاں مرزائیاں نوں
جنہاں وکھرا نبی بنایا اے
سوہنے نبی محمدؐ نوں چھڈ کے
انہاں کیڈا ظلم کمایا اے

مولانا عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ 1935ء کو پیدا ہوئے اور 24 اپریل 2003ء کو عینو آنہ میں وفات پائی۔

ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ

ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمہ اللہ کے بڑے صاجزادے ہیں۔ تقسیم ملک سے کچھ عرصہ پہلے ان کی ولادت ہوئی، پنجاب یونیورسٹی لاہر سے ایم اے انگلش کیا اور اڈانبرا یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا۔

1970ء کے عشرے میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں پڑھاتے رہے، پھر پنجاب کے مختلف کالجز میں لیکچرار مقرر ہوئے، اب ایک عرصے سے آپ برطانیہ میں مقیم ہیں اور دیار صلیب میں بیٹھ کر تصنیف وتالیف کا کام کر رہے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث اور تحریک ختم نبوت ان کی توجہ کا خاص مرکز ہیں، یہ ذوق آپ نے ورثہ میں اپنے والد گرامی مولانا عبداللہ صاحب سے حاصل کیا ہے۔

''تحریک ختم نبوت'' کے عنوان پر آپ کی مرتب کردہ کتاب کی دس جلدیں پاک وہند سے شائع ہو چکی ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، ''تحریک ختم نبوت'' ڈاکٹر صاحب کی بلند پایہ تاریخی کتاب ہے، اس میں تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے واقعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے مرزا قادیانی اور اس کے قریبی لوگوں کی کتابوں سے اس کے افکار ونظریات، عقائد باطلہ، ہفوات وکذبات اور اس کی پشین گوئیوں کو نقل کر کے اس کی سخت گرفت اور نکیر کی ہے اور عمدگی سے قادیانی مذہب کا رد کیا ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے بلاتعصب دوسرے مسالک کی شخصیات کی خدمات کا بھی تذکرہ کیا ہے اور علماء اہل حدیث کی خدمات کے ساتھ ساتھ ان کی رد قادیانیت پر نادر ونایاب تحریریں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ بلا شبہ یہ کتاب اس دور کے مجاہدین ختم نبوت کی مساعی کا دلآویز تذکرہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس کتاب میں فتنہ قادیانیت کی تردید، اس کی بیخ کنی کے آغاز کی تاریخ، مرزا قادیانی کی راہ میں حائل

شخصیات کا تذکرہ، سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف متفقہ فتویٰ تکفیر کی داستان اور تحریک ختم نبوت کے حقیقی اولین بانی اور قائدین کے حالات وواقعات تحقیق سے ضبط کتابت میں لانے کی سعی کی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب تحریک ختم نبوت پر ایک مستند، مدلل اور تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

قادیانیت کی تردید میں علمائے اہل حدیث کی مساعی کو اس کتاب میں خوب صورتی سے اُجاگر کیا گیا ہے۔

مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل حدیث کے معروف خطیب، محقق اور مناظر تھے۔ ان کے جد امجد مولانا خدا بخش واعظ محمدی رحمۃ اللہ علیہ بھی فتنہ قادیانیت کے سخت نقاد تھے اور آگے چل کر حافظ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کو اپنا مشن قرار دے لیا تھا۔ حافظ صاحب کے صاحبزادے حافظ عبدالرحمٰن شیخوپوری کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کے مطابق 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں حافظ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضلع شیخوپورہ میں اپنی تقریروں اور خطابات میں عقیدہ ختم نبوت کی خوب وضاحت کی اور کھل کر قادیانیت کا رد کیا۔ اس جرم میں آپ کو گرفتار کر کے جیل میں قید کر دیا گیا۔ اس اعتبار سے 1974ء کی تحریک میں آپ کی خدمات لائق تحسین ہیں۔

حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ نے 63 سال کی عمر میں 23 فروری 2004ء کو شیخوپورہ میں وفات پائی۔

مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ (وفات 13 دسمبر 2008ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر (پاک وہند) کے ان

علمائے کرام میں ہوتا ہے جن کی ساری زندگی دین اسلام کی نشر واشاعت، کتاب وسنت کی ترقی وترویج اور شرک وبدعت ومحدثات کی تردید اور ادیان باطلہ کو بیخ وبن سے اکھاڑنے میں صرف ہوئی، مولانا جانباز مرحوم بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، مؤرخ بھی تھے اور محقق بھی، معلم بھی تھے اور متکلم بھی، مدرس بھی تھے اور صحافی بھی، مصنف بھی تھے اور دانشور بھی، عربی، فارسی اور اردو کے ادیب بھی تھے اور نقاد بھی، تحریر اور تقریر کا بھی انہیں ملکہ حاصل تھا۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا، ادیان باطلہ پر ان کی نظر وسیع تھی، تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے، قادیانی فتنہ کے بارے میں ان کی معلومات کا دائرہ وسیع تھا۔

1953ء کی قادیانی تحریک میں مولانا جانباز مرحوم جامعہ منانیہ وزیر آباد میں مولانا عبداللہ مظفر گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل تھے، جب حکومت نے گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کیا تو پولیس نے مولانا جانباز کو بھی گرفتار کر لیا، کیونکہ آپ طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ وزیر آباد اور اس کے گرد ونواح میں قادیانیوں کے خلاف تقریریں کرتے تھے اور حکومت وقت پر تنقید بھی کرتے تھے، مگر پولیس نے آپ کو ایک دن کے بعد نوشہرہ ورکاں کے قریب لے جا کر رات کو چھوڑ دیا جہاں سے آپ پیدل چل کر گوجرانوالہ آئے، اور گوجرانوالہ سے بذریعہ ریل وزیر آباد پہنچے۔

1974ء کی قادیانی تحریک میں بھی آپ کی نمایاں خدمات ہیں۔ 1974ء میں آپ سیالکوٹ میں مقیم تھے، اس تحریک میں آپ نے سرگرمی سے حصہ لیا قادیانیوں کے خلاف تقریریں بھی کیں اور اپنی تقریروں میں حکومت وقت پر تنقید بھی کرتے تھے۔ اس دور میں آپ میانہ پورہ سیالکوٹ کی مسجد میں تدریس فرماتے تھے اس تحریک میں آپ کو گرفتار تو نہ کیا گیا لیکن مسجد کے مدرس اوّل مولانا محمد ابراہیم ریاستی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر لیا گیا اور بعد

میں ان پر مقدمہ قائم کر کے آٹھ ماہ کی سزا سنا کر بہاول پور جیل بھیج دیا گیا۔

مولانا محمد علی جانباز مرحوم مولانا محمد ابراہیم ریاستی کی ملاقات کرنے کے لیے بہاول پور بھی گئے، جب مولانا محمد ابراہیم ریاستی آٹھ ماہ کی سزا کاٹ کر واپس سیالکوٹ تشریف لائے تو مولانا محمد علی جانباز نے ریلوے اسٹیشن سیالکوٹ پر اپنے جماعتی رفقاء کے ساتھ والہانہ استقبال کیا اور ان کو ایک جلوس کے ساتھ میانہ پورہ کی مسجد میں لائے۔

مولانا جانباز رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کی تردید میں کوئی مستقل کتاب تصنیف نہیں کی، لیکن کچھ مضامین اس فرقہ ضالہ کی تردید میں احاطہ تحریر میں لائے، پھر جماعتی رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

مولانا محمد عبداللہ افضل بہاری (1341ھ)

① تنقیح امامت ربانی بر تردید امامت قادیانی (دو جلد)۔

مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف رحمۃ اللہ علیہ (وفات 27 جون 1996ء)

① پندرہ روزہ المنبر (قادیانی نمبر) ② قادیانی غیر مسلم کیوں؟ ③ قادیانی اور مسلمان ④ ایک غلطی کے ازالے کی ضبطی۔

مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:1998ء)

① مرزا قادیانی۔

مولانا علامہ محمد مدنی جہلمی رحمۃ اللہ علیہ (18 فروری 2002ء)

① مرزائی کافر کیوں؟۔

مولانا حکیم عبدالرحمن خلیق رحمۃ اللہ علیہ (وفات:1997ء)

① نقصان حج اور مرزا قادیانی۔

مولانا عبدالکریم فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ (1946ء)

① مباہلہ پاکٹ بک ② حقیقت مرزائیت۔

مولانا الٰہی بخش بڑاکڑی رحمۃ اللہ علیہ (1334ھ)

① عصائے موسیٰ۔

مولانا حکیم محمد علی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (1342ھ)

① سودائے مرزا۔

مولانا حکیم محمد یعقوب پٹیالوی رحمۃ اللہ علیہ (1942ء)

① تحقیق لاثانی ② عشرہ کاملہ۔

مولانا ابوالحسن محمد یحییٰ حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

① ختم نبوت۔

مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات 18اپریل2000ء)

① اسلام اور مرزائیت۔

مولانا عبداللہ محدث ویروولوی رحمۃ اللہ علیہ (فروری1991ء)

① آئینہ حقیقت نما ② القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح۔

مولانا عبدالستار عمر پوری رحمۃ اللہ علیہ (1916)

① مرزائے قادیان کی تردید۔

مولانا عبدالرحیم رحیم بخش بہاری رحمۃ اللہ علیہ (1314ھ)

① دجال قادیاں ② گولہ آسمان برکرشن قادیانی ③ تیرمشن القادیانی فی اثبات الموت الطبیعی بن مریم رسول الربان۔

مولانا حاجی محمد اسحاق حنیف رحمۃ اللہ علیہ (وفات ستمبر 1969ء)

① اباطیل مرزا ② بطلان مرزا۔

مولانا حبیب اللہ کلرک امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

① عمر مرزا ② مرزائیت کی تردید بطرز جدید ③ نزول مسیح (حصہ اول) ④ مرزا قادیانی نبی نہ تھے مع رسالہ غذائے مرزا ⑤ بشارت احمدی ⑥ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی مع رسالہ واقعات نادرہ ⑦ حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ ⑧ معجزہ و مسمر یزم میں فرق ⑨ عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا اور مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا ⑩ مرزا قادیانی مثیل مسیح ⑪ مرزا قادیانی کی کہانی مرزائیوں کی زبانی ⑫ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے 12 نشان ⑬ عون المعبود تردید اوہام مرزا محمود۔

مولانا مصلح الدین اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1402ھ)

① ختم نبوت کی حقیقت عقل ونقل کی کسوٹی پر ② مرزا قادیانی اپنے عقائد، دعویٰ اور تصانیف کے آئینہ میں ③ دجال موعود ④ مدلل جواب ⑤ مرزا بشیر احمد قادیانی کی کتاب ختم نبوت پر تنقید۔

مولانا حافظ محمد عثمان نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1337ھ)

① قول الحق معروف بہ المسیح موعود۔

مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1357ھ)

① آفتاب تحقیق ② جوہر بے بہا واہل بہا۔

علامہ عبدالعزیز ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1969ء)

① اکاذیب مرزا۔

مولانا محمد حنیف یزدانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1989ء)

① مرزائے قادیان اور علمائے اہل حدیث۔

علامہ حسین بن محسن انصاری یمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1327ھ)

① فتح ربانی علی ردّ القادیانی۔

مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1341ھ)

① ابطال امامت قادیانی۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات یکم دسمبر 2006ء)

① قادیانیت اپنے آئینہ میں ② فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ (فیصل آباد)

① قادیانی کافر کیوں؟۔

شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

① تعریب ختم نبوت ② کیا مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے؟۔

مولانا محمد اکرم نسیم جچہ حفظہ اللہ (سیالکوٹ)

① حیات مسیح اور حیات مرزا ② مرزا قادیانی کے عقائد۔

مولانا محمد بشیر سیالکوٹی حفظہ اللہ (اسلام آباد)

① قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ (اردو ترجمہ)۔

مولانا حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ (حضرو ضلع اٹک)

① القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح (اردو)۔

مولانا خاور رشید بٹ حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

① القادیانیہ (عربی) از علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ۔

مولانا خالد بن بشیر مرجالوی حفظہ اللہ (سیالکوٹی)

① الذب الصحیح عن الزهری ورو اباحة فی نزول المسیح۔

پروفیسر مسعود الرحمٰن نقیب حفظہ اللہ (فیصل آباد)

① القادیانیت از علامہ احسان الٰہی ظہیر (انگریزی سے اردو ترجمہ)۔

صاحبزادہ عبدالحفیظ مظہر حفظہ اللہ (ڈسکہ)

مولانا کے قادیانیت کے خلاف چھوٹے چھوٹے کتابچے اور پمفلٹ جو شائع شدہ ہیں ان کی تعداد (26 ہے۔ آپ ''عالمی تحریک ختم نبوت اہل حدیث'' جس کا آغاز 200؛ء میں ہوا تھا، اس کے متحرک اور سرگرم رکن ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں کتب شائع کرنے والے کتب خانے:

علمائے اہل حدیث کی طرح عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ مرزائیت کی بیخ کنی میں اہل حدیث کتب خانوں نے بھر پور کردار ادا کیا ہے، چند معروف کتب خانوں کے نام یہ ہیں:

مکتبہ دینیات اور مکتبہ شعیب کراچی۔

نعمانی کتب خانہ لاہور۔

مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

مکتبہ محمدیہ لاہور۔

فاروقی کتب خانہ ملتان۔

مکتبہ اسلامیہ لاہور، فیصل آباد۔

مکتبہ ایوبیہ کراچی۔

مکتبہ اہل حدیث کورٹ روڈ کراچی۔

مکتبہ ثنائیہ سرگودھا۔

مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل۔

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے اہل حدیث کی خدمات کا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

والسلام

محمد رمضان یوسف سلفی

3 فروری 2010ء

عنوان

۱۔ قادیانیت - رد از اسلام فرقہ اہل حدیث

۲۔ اسلام - سوانح
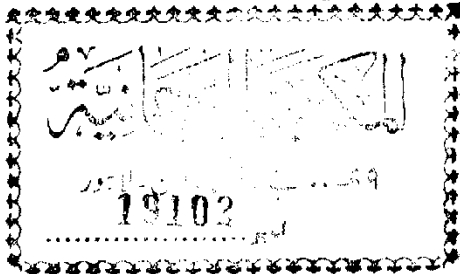
فری تقسیم کرنے کے خواہش مند حضرات
ہم سے رابطہ کریں!

اپنے لیے اور اپنے عزیز و اقارب کے ایصال ثواب کے لیے فری اصلاحی و تبلیغی کتب تقسیم کرنے کے خواہش مند حضرات ہم سے رابطہ کریں۔
بھرپور تعاون کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

روایات صحیحہ کا امین

دارالابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
فون 0300-4453358
0321-8402494-042-7361428